108/072
97732

الكلمة الحكمة ضالة الحكيم فحيث وجدها فهو احق بها (الحديث)

رحمۃ المتعلمین

ازافادات

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب اعظم گڈھی

پسند فرمودہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ

زیر اہتمام

خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری

ناشر

مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

اشاعتِ دوم

تعدادِ طبع

کتابت

سید دلشاد حسین

طباعت

ضخامت

۱۷۲ صفحات

قیمت

دو روپے پچاس پیسے

سنِ طباعت :- ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء

باہتمام

خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری

ناظم مکتبہ دار العلوم کراچی ۳۹

طبع شد

(مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

رحمۃُ المتعلمین

کے متعلق

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر

حامداً و مصلیاً، احقر اشرف علی عرض رسا ہو کہ میں نے اس مجموعہ "رحمۃ المتعلمین" کو جو چند ابواب پر مشتمل ہو نہایت شوق سے حرفاً حرفاً دیکھا، جوں جوں پڑھتا جاتا تھا شوق بڑھتا جاتا تھا، اس کے مضامین سے جو کہ عوام اور خواص سب کی ضرورت کے ہیں بے حد دل خوش ہوا، گو یہ کہنے کی بات تو نہیں مگر سادگی سے کہتا ہوں کہ بالکل "خانقاہِ امدادیہ" کا چربہ مؤلف جزاہ اللہ تعالیٰ نے اُتار دیا، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کو نافع اور مقبول فرماویں،

والسلام

یکم جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

مقام تھانہ بھون

فہرست اجمالی مضامین "رحمۃ المتعلمین"

عرضِ ناشر

مکتبۂ دارالعلوم کراچی کا مقصدِ قیام منجملہ اور مقاصد کے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی دینی رہنمائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں کی جائے،

یوں کہنے کو جو کچھ کہا جائے، اور جسے خدا و آخرت کا خوف نہ ہو وہ چاہے جو کچھ کہے، مگر حقیقت یہ ہو کہ ہند و پاکستان میں جو اسلام کا اُجالا نظر آرہا ہے وہ اکثر و بیشتر خاندانِ ولی اللہ (رحمہم اللہ) کا فیض ہے،

اسی فیض کو اس پُرفتن صدی میں دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں پھیلانے کا کام اُن بوریہ نشینوں نے کیا ہے جو اساطینِ دیوبند (وطناً ومسلکاً) کہلاتے ہیں،

آسمانِ علم کے ان چاند تاروں نے اپنے محبوب آقا اور کُل جہان کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آپؐ کی امت میں جس طرح شائع و ذائع کیا ہے اس کی قبولیت کی ایک کھُلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو وہ وہ علمی اور عملی کارنامے انجام دینے کی توفیق بخشی جو صرف اور صرف ایک مجدد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا جانشین ہی انجام دے سکتا ہے،

لادینیت، دہریت اور الحاد کے جو جو طوفان اُمڈے ہیں وہ انہی اہل اللہ بزرگوں کی پشتیبانی کی وجہ سے اسلام و مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے

مدرسوں کی دنیا ہو، یا مساجد کی فضا، معاملہ مذہبی نوعیت کا ہو یا دنیاوی، ہر ہر قدم پر ان حضرات کی رہنمائی کے واضح نشانات صفحۂ عالم پر ثبت ملتے ہیں، اور انہی واضح نشانات کو اجاگر کرتے رہنا مکتبۂ دارالعلوم کا مقصدِ وحید ہے!

زیرِ نظر کتاب رحمۃ المتعلّمین کے متعلق حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز سے اظہارِ پسندیدگی فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ کتاب کی تعریف و تعارف کے لئے حدِ آخر ہے!

یا پھر کتاب، عام و خاص کے لئے جتنی کچھ مفید ہے اس کا اندازہ مُطالعہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے!

یہ کتاب عرصہ ہوا شائع ہو کر نایاب ہو گئی تھی، اب مکتبۂ دارالعلوم اس کو بہتر انداز میں شائع کر کے خدمت میں پیش کر رہا ہے،

خاکسار

خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری

ناظم، مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۹

مقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین،

امابعد، بندہ عبدالرحمٰن غفر ذنوبہ اللہ المنان، ناظرینِ اوراق کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ محض یہ جان لینے سے کہ شریعت نے اس بات کو ناجائز کیا ہے یا جائز کیا ہے ملکہ اتباعِ شریعت کا نہیں پیدا ہوتا ہے، مثلاً کسی نے یہ جان لیا کہ شریعت نے یہ حکم فرمایا ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ "یعنی مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان و ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ پہونچے" وہ شخص اپنی زبان و ہاتھ کے تمام اقسامِ ایذا پر متنبہ نہ ہوگا اور لوگوں کو ایذا پہونچائے گا، اگر ہاتھ سے نہ پہونچائے گا تو زبان سے پہونچائے گا، اگر ایک قسم کی ایذا، نہ پہونچائیگا دوسری دس قسم کی ایذائیں پہونچائے گا،

غرضیکہ مشاقِ اتباعِ شریعت کی سخت مشکل ہی، جیسے اور فنون کی

مشاق مشکل ہی، مثلاً تجوید میں یہ جان لینا کہ یہ حروف شدیدہ ہیں، اور یہ مستعلبہ ہیں، اور یہ پُر ہوتے ہیں اور یہ باریک ہوتے ہیں، ان میں غنہ ہی اور ان میں اخفاء ہے، بہت آسان ہے، چند روز میں جان لے گا، مگر مشاق سخت مشکل ہے، یعنی ویسا ہی پڑھ کر دکھا دینا سخت مشکل ہی، برسوں میں بھی نہیں ہوتی، غرض یہ کہ سہ

عمرے باید کہ یار آید بکنار ؛ این دولتِ سرمد ہمہ کس را ندہند

غرض یہ ہے کہ ملکہ فنِ تجوید میں جیسے اُستاد مشاق کی ضرورت ہی اسی طرح ملکۂ اتباعِ شریعت میں استاد مشاق کی ضرورت ہی کہ وہ ہر حرکات و سکنات پر روک ٹوک کر سکے، اور در صورت عدمِ دستیابیِ استادِ مشاق کچھ تھوڑا بہت کتاب ہی کے مطالعہ سے کام چلتا ہی اسی طرح بوقتِ عدم دستیابیِ استاد مشاقِ اتباعِ شریعت کوئی کتاب یا رسالہ کہ جس میں مختلف احکام پر مختلف اقسام سے بار بار روک ٹوک ہو اس سے کچھ تھوڑا بہت کام چل سکتا ہے،

اسی وجہ سے چند دنوں سے میں نے لڑکوں کی تعلیم شروع کی تو تعلیم کے ساتھ ہی وہ باتیں جو متعلق تربیت تھیں اور حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاصل ہوئی تھیں، یا حضرتؒ کے رسائل سے معلوم ہوئی تھیں (جس کی وجہ سے مجھے دنیا میں بہت راحت ہوئی، اور راحتِ آخرت کا امیدوار ہوں اللہ تعالیٰ پوری کریں، اور جس کا بدلہ مجھ سے نہ ہو سکا اور نہ ہوگا، بس اللہ تعالیٰ سے

دعا ہو کہ اللھم اجزہ عنا ماھو اھلہ فی الدنیا والاٰخرۃ شعر

منم کہ گوشۂ میخانہ خانقاہِ من ست

دعائی پیرِ مغاں وِردِ صبحگاہِ من ست

یا میرے تجربہ میں آرام دہ یا ایذا دہ باتیں یا رنج و غم و تردّد میں ڈالنے والی باتیں معلوم ہوئیں، یا خواب میں منجانب اللہ دریافت ہوئیں (الحمد للہ علیہ) لڑکوں کو وقتاً فوقتاً تعلیم کرتا رہا، اور وجوہ مندرجہ ذیل کے خیال سے اُنھیں نوٹ کرتا گیا اور جمع کرتا گیا :-

اول درصورتِ عدمِ دستیابیِ استادِ مشاقِ تربیت اس مجموعے سے ناظرین کا کچھ کام بنے،

دوم، یہ باتیں جو متعلقِ تربیت ہیں قید ہو جائیں، موافق مثل مشہور اَلْعِلْمُ صَیْدٌ وَّالْکِتَابَۃُ قَیْدٌ کے،

سوم، غائبین اور حاضرین دونوں ملاحظہ کر کے نفع اٹھائیں،

چہارم، جو باتیں مہینوں میں تعلیم کی گئیں اور بہت احتیاط سے لکھی پڑھی گئیں اور جمع کی گئیں گھنٹہ آدھ گھنٹہ میں نظر سے گذر جائیں،

پنجم، بار بار مطالعہ کرنے سے اس کی باتیں ذہن میں محفوظ ہو جائیں،

ششم، استاد، شاگرد کا امتحان بھی ہر تعلیم کے متعلق لے سکے، کیونکہ تعلیم کردہ باتیں بغیر لکھے اپنے کو محفوظ نہیں رہتیں امتحان کیسے لیگا،

ہفتم، دیر تک اس کا قائم رہنا اور بہت سے ناظرین کی نظروں سے گذرنا اور سب ناظرین کی خدمت میں درخواست دعا کر کے اُن کی دعائیں

لینا تاکہ اپنی نجات اور رضائے خداوندی نصیب ہو،
ہشتم، تاکہ لڑکے اس کو لکھکر مشق کریں، حروف کی بھی مشق ہو، اور یہ باتیں بھی یاد ہو جائیں،
نہم، چھوٹے بچے جب اردو پڑھنے لکھنے کے قابل ہو جائیں تو انھیں یہ رسالہ پڑھا دیا جاوے، تاکہ اُن کے ذہن میں یہ باتیں خوب بیٹھ جاویں،
دھم، اپنی نجات و خوشنودی خداوندی کا امیدوار ہونا اور نام اس کا رحمۃ المتعلمین؏ رکھا گیا، اور اس کو ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا،

مقدمہ، وجوہ جمع میں،
اور باب اوّل، نصائح مدرسین میں،
باب دوم، نصائح طالبین میں،
باب سوم، نصائح کاتبین میں،
باب چہارم، نصائح عامہ مؤمنین میں
خاتمہ، خلاصہ رسالہ اور ناظرین سے درخواست دعاء اور رسالۂ ہذا کے معلمین و متعلمین کو مشورہ میں،

باب اوّل میں چالیس۴۰ نصیحتیں ہیں، باب دوم میں ستر۷۰ نصیحتیں

؏ یہ نام حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا ہے ۱۲ منہ

ہیں، باب سوم میں چالیس نصیحتیں ہیں، باب چہارم میں دو سو نصیحتیں ہیں،
ان اعداد میں کوئی خاص رعایت ذہن میں نہیں ہے، بلکہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملاحظہ کی غرض سے پیش کرنے کے وقت جتنی نصیحتیں جمع تھیں انھیں صاف کر کے پیش کر دیا گیا اور یہ خیال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں، اتنی ہی بس ہیں، شعر

بس ہے اپنا ایک ہی نالہ اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

108|072
0009732

اور اس رسالہ میں عبارت آرائی نہیں ہے، اور نہ اس کا اہتمام کیا گیا، اور نہ مجھ میں یہ صفت ہے، اور نہ اس کی ضرورت ہے، ہاں اس میں نسخے نہایت مجرب ہیں، جو حضرت حکیم الامۃ مولانا تھانویؒ کے یہاں سے حاصل کئے گئے ہیں، انھیں اگر استعمال کیا جائے گا تو انشاء اللہ بڑے بڑے ناسور اچھے ہو جائیں گے، جن کے علاج سے آدمی تھک گیا ہو گا، اور جان ضیق میں آ گئی ہو گی،

اور اگر اس کی نصیحتوں پر کاربند ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں جنت کا مزہ حاصل ہو گا، خود راحت سے رہے گا اور دوسرے بھی اس کی وجہ سے راحت اٹھائیں گے، کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے گا، ہاں اس کے آزادانہ اور حکیمانہ برتاؤ کو ناپسند کرنے سے کوئی خود تکلیف میں پڑے تو اس کا قصور نہیں، بلکہ یہ خود اس کا فعل ہے، کہ اس کو یہ طریقہ پسند نہیں آتا، اور چاہتا ہے کہ جیسے میں شرعی

قوانین سے آزاد ہوں کہ نہ کسی کے آزار کا خیال ہے نہ کسی کے معاملہ کی صفائی کا خیال ہے، یہ بھی ایسا ہی کیوں نہیں کرتا، یہ کہاں سے اس نے نیا طریقہ ایجاد کیا ہے، شعر

شور بختاں بآرزو خواہند ۔ مقبلاں را زوالِ نعمت و جاہ

کس نیاید بزیرِ سایۂ بوم ۔ ور ہما از جہاں شود معدوم

غرض یہ کہ حسد یا بغض کی آگ خود اس کے اندر موجود ہے، اور عینک انصاف کی اس نے اُتار کر رکھدی، اور کبر مانعِ اتباع ہوا، ورنہ اگر غور کرتا تو اس عمل کرنے والے کا واقعی ایسا عمل تھا کہ جیسا جنتیوں کا کہ خود بھی آزاد رہیں گے اور دوسرے بھی اس کی وجہ سے تکلیف نہ پائیں گے

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔ کسے را باکسے کارے نباشد

خلاصہ یہ ہے کہ یہ رسالہ ایسا ہے کہ اس کو ضرور اول سے آخر تک دیکھا جاوے اور انصاف کی عینک لگا کر دیکھا جائے، اور اس مقولہ کا عامل بنکر دیکھا جائے **مقولہ** اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ، اور اس پر عمل کر کے راحتِ دارین حاصل کی جائے، اور اشعارِ ذیل کا مصداق بنا جائے شعر

زبادشاہ وگدا فارغم بحمد اللہ ۔ گدائے خاکِ درِ دوست بادشاہِ منست

نہ باشتر برسوارم نہ چوں شتر زیر بارم ۔ نہ خداوندِ رعیت نہ غلامِ شہریارم

مَعذرتُ الصِّیغ

بعض نصیحت میں صیغۂ غائب اور بعض میں صیغۂ حاضر کا باعتبار واقعۂ غائب و حاضر کے مستعمل ہے،

معذرتُ التکرار

تکرار نصیحت تو حذف کر دیا گیا ہے لیکن بعض جگہ ہے تو اس کی کئی وجہیں ہوئیں، ایک تو یہ ہے کہ مناسبتِ باب سے تکرار ہوگیا ہو کہ وہ نصیحت مثلاً طالبین و کاتبین دونوں کے مناسب تھی،

دوسرے یہ کہ پہلی جگہ محض نصیحت ہے، اور دوسری جگہ نصیحت مع دلیل و علت ہو، ناظرین کو تینوں امور کی طرف متوجہ کرنے کے لئے تکرار رہنے دیا،

تیسرے یہ کہ وہ نصیحتِ مکرّرہ جہاں سے پڑھا تھا یا دیکھا تھا، یا سُنا تھا اس کے ساتھ اور نصیحتیں تھیں، اور میرا مقصود غیر مکررہ باتونکی نصیحت کرنے کا تھا، یہ نصیحت مکررہ اُس کے ضمن میں آگئی اُسے نکالا نہیں، اس غرض سے کہ اس پر ناظرین کی پھر نظر پڑے، اور ذہن نشین ہو جائے، کیونکہ مثل مشہور ہے اذا تکرر تقرر اور کُل رسالہ کا مقصود تقرّر ہی ہے،

اَللّٰھُمَّ قَرِّرْ ھٰذِہِ النَّصَائِحَ فِیْ اَذْھَانِ النَّاظِرِیْنَ وَ اسْتَعْمِلْنَا

بِهَا وَاِیَّاهُمُ الشَّاهِدِیْنَ وَالْغَائِبِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

معذرت اختلافِ صیغ در نصیحتِ واحد

نصیحت غائبانہ طریق سے شروع کی گئی، بعد میں مخاطبین کو مخاطب کرکے اُن کی طرف توجہ کرکے نصیحت کی گئی، تاکہ اُن پر زیادہ اثر پڑے،

معذرت اشعار عربی و فارسی

یہ رسالہ شاید کسی عربی داں کے ہاتھ لگے تو انھیں یہ اشعار کام دیں،

بابِ اوّل

در نصائح مدرسین

تعدادِ نصائح

۴٠

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد
وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین،

(۱) ـــــــ اس کی کوشش کرے کہ استاد جب بنو کہ اپنی اصلاح کسی شیخ کامل سے کرا چکا ہو، اور ماتحتوں کو ایک نظر سے دیکھے، اور طلباء کے اخلاق کی نگرانی کرے، اور ان کی اصلاح کو مد نظر رکھے،

(۲) ـــــــ کسی طالب علم کے متعلق ایسے طالب علم کا سبق متعلق نہ کرے کہ ان دونوں میں یارانہ ہو، اور دوستانہ تعلق ہونے کا احتمال ہو، اگر غلطی خیال میں ہو گئی کہ سمجھا تھا کہ نہ ہو گی مگر ہو گئی، تو بعد علم فوراً ان کا تعلق سبق وغیرہ کا چھڑا دے، اور ان کو آپس میں بات چیت سلام و کلام سے منع کر دے، اگر یہ علاج کام نہ کرے ایک کو نکال دے، اگر گندہ تعلق معلوم ہو جائے تو دونوں کو نکال دے،

(۳) — خود پاک و صاف رہے، تاکہ ان میں نظافت، صفائی پیدا ہو، مگر اس سے تکلف و تصنع مراد نہیں،

(۴) — طلباء سے خدمت نہ لے، اگر ضرورت پڑے تو کام میں آسانی کا خیال رکھے، خود مدد کرے، یا کسی اور سے مدد کرا دے،

(۵) — جس بات کا اثر ڈالنا چاہے پہلے خود اس کا عامل بن جائے،

(۶) — اگر شاگرد کو کچھ سزا کسی جرم پر دے تو دوسرے وقت اس کی دلجوئی بھی کر دے تاکہ غم رفع ہو جائے،

(۷) — اگر شاگرد مغموم ہو اور استاد کو معلوم ہو کہ یہ اس خیال سے غمگین ہے کہ میں ناخوش ہوں، یا اس کی طرف سے میرا کچھ گمان بُرا ہے، اور واقع میں استاد جی کے دل میں کچھ نہ ہو تو شاگرد پر اظہار کر دے کہ میرے دل میں کچھ نہیں ہے، تاکہ اس کا غم جاتا رہے،

(۸) — شاگردوں کا ممنون رہے کہ ان لوگوں نے اپنے کو تمہارے سپرد کیا، کہ تم اپنے دین کی کھیتی خوب شوق سے دن رات کرو،

(۹) — ہمیشہ دعاء کیا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے تعلیم و تربیت و اصلاح کا طریقہ تعلیم فرما دیں، اور اس میں برکت نصیب فرمائیں، اور قبول فرما دیں، اور متعلقین کو علم و عمل نصیب فرما دیں، اور اُن کے ظاہر و باطن کی اصلاح فرما دیں،

(۱۰) — متعلمین کو ایک نظر سے دیکھے، اور یکساں برتاؤ رکھے، تاکہ کسی متعلم کے دل میں حسد یا رنج نہ پیدا ہو، اور بدگمانی نہ ہو، اگر کسی وجہ سے

کسی کے ساتھ کچھ خاص معاملہ کرنا ہو تو اس کو مع اس کی وجہ کے اوروں پر صراحۃً یا اشارۃً ظاہر کر دے،

(۱۱) تعلیم میں دنیا پیش نظر نہ ہو بلکہ دین مد نظر ہو،

(۱۲) دین کی پابندی کی سخت تاکید رکھے،

(۱۳) حیا اور وقار سے رہے تاکہ یہ اخلاق متعلمین میں پیدا ہوں، کیوں کہ حیا ایمان کے درخت کی بڑی شاخ ہے، اگر یہ پیدا ہو جائیگی تو دین کے بہت کاموں کی پابندی کریں گے، مگر وقار سے مراد کبر نہ سمجھے،

(۱۴) جہاں نہ سمجھ میں آوے تو باتیں نہ بناوے بلکہ صاف کہدے کہ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا ہے، دوسرے وقت میں کتاب دیکھکر یا کسی سے پوچھ کر بتاؤں گا، جب معلوم ہو جائے بتلادے،

(۱۵) اگر شاگرد کوئی بات بیان کرے اور وہ ہو حق، تو بلا تکلف مان لے ٹال مٹول نہ کرے،

(۱۶) آموختہ کی بہت نگرانی کرے،

(۱۷) اگر کسی شاگرد کو کسی حرکت ناشائستہ پر نصیحت کرنا ہو اور وہ حرکت ایسی ہو کہ اگر سب کے سامنے ظاہر کی جاوے تو اُسے شرم آئے گی بوجہ خلافِ حیا وغیرہ ہونے کے تو اُسے اکیلے میں نصیحت کرے، اور بعد کو وہ نصیحت سب کو سُنادے اور اس کا نام ظاہر نہ کرے،

(۱۸) — خود آزاد رہے اور انھیں بھی آزاد رکھے، یعنی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا تعلق تو رہے، اور خوب دل سے رہے، اس کے علاوہ اپنے کسی کام کی وجہ سے اُن کی آزادی میں خلل نہ ڈالے، اور نہ اُن کے کام کی وجہ سے اپنی آزادی میں خلل ڈالے، اپنے کام کے واسطے ان کو مجبور نہ کرے، اور نہ اُن کے کام کے واسطے خود مجبور ہو، اپنی مصلحت کے خلاف نہ ہو، اور ان کا بھلا ہو تو کر دے اور اپنا بھلا ہو اور ان کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو کر لے جیسے بہشت میں لوگ رہیں گے ویسے ہی رہے، **شعر**

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ؎ کسے را با کسے کارے نباشد

(۱۹) — پڑھانے کے وقت نہ اوروں سے باتیں کر کے ان کا نقصان کرے اور نہ اُن کو فضول باتیں جو کتاب سے متعلق نہ ہوں بتلا بتلا کر اُن کا حرج کرے،

(۲۰) — ہر کتاب پڑھنے کا جو نفع ہو اتنی ہی لیاقت پیدا کرا کر تب اگلی کتاب شروع کرا دے،

(۲۱) — اُن کے ہر فضول سوال کا جواب نہ دے، بلکہ اگر فضول سوال ہو ان کو ڈانٹے اور سزا دے،

(۲۲) — ان میں یہ بات پیدا کرے کہ حق بات مان لیں، ہٹ دھرمی نہ کریں،

(۲۳) — اس کا خیال رکھے کہ سوال سے زیادہ جواب نہ دیں، جتنی باتوں کا

سوال ہو اتنا ہی جواب دیا کریں،

(۶۴) (۲۴) — نیچے کی کتابوں میں اوپر کی کتابوں کی باتیں نہ بتاوے، اس سے طالب علم پریشان ہوگا، اور جو ضروری باتیں کتاب زیر سبق کی ہوں گی انھیں بھی یاد نہ کر سکے گا،

(۵۶) (۲۵) — پڑھاتے وقت ہر طالب علم کی طرف توجہ کرے، تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو،

(۲۶) (۲۶) — کچھ دیر تک خلوت میں فراغت کے وقت رہے، اور اس میں اپنے نفس سے محاسبہ کرے، کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے کیا کیا پورا کیا؟ اور نواہی میں سے کس کس کو چھوڑا؟ اور تعلیم میں اور تربیت میں کیا کیا کوتاہیاں ہوئیں؟ اور کیا کیا سرانجام ہوئیں؟ مرضیاتِ خداوندی کے بجالانے پر تہہِ دل سے شکریہ ادا کرے، تاکہ موافق وعدۂ خداوندی لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اور ترقی ہو، اور ارتکاب معاصی پر دل سے توبہ و استغفار کرے، تاکہ بشارت یعنی طوبیٰ لمن وجد فی صحیفتہ استغفارا کثیرا میں داخل ہو، اور کوتاہیوں کے دفع کرنے کی دل وجان سے کوشش کرے، اور اللہ تعالیٰ سے بصد عاجزی والحاح التجا کرے، کہ مرضیات بجالانے کی توفیق عنایت فرماویں اور نامرضیات سے اجتناب نصیب فرمائیں، اور اسی پر عمر بھر رکھیں، اور اسی پر خاتمہ فرمائیں وما ذلک علی اللہ بعزیز،

خلاصہ یہ ہو کہ کچھ دیر تک ضرور خلوت اختیار کرے، اور مذکورہ کاموں کو بجالائے، تاکہ نور باطن نصیب ہو، اور بہت سی آفتوں سے نجات ہو، ع ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را **شعر**

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست | زانکہ در خلوۃ صفاہائی دل ست

اور جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا خلوت اختیار کرنے کا، حالانکہ آپ معصوم تھے، ہم لوگ تو سر سے پیر تک گناہ ہی میں بھرے ہوئے ہیں، ہم لوگوں کے لئے تو خلوت اور ضروری ہو گی، چنانچہ ارشادِ خداوندی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ سے ظاہر ہی، جیسے ربڑ وغیرہ میں پھونکت مار کر ہوا بھر دیتے ہیں اسی طرح خلوت دل کو ذوق وشوق وجد وشکر وہمت سے پُر کر دیتی ہے، کر کے دیکھو، **شعر**

اے تو نارستہ زفانی رباط | تو چہ دانی صحو وسکر وانبساط
اے کہ اندر چشمۂ شور ست جات | تو چہ دانی شط وجیحون وفرات

(۲۷) — ہر کتاب کا خلاصہ بیان کر دے، خصوصاً جو سبق ہوا اور آموختہ کا اختصار بیان کر دیا کرے، تاکہ طالب علموں کو خلاصۂ کتاب سے آگاہی ہو جایا کرے، اور یادداشت میں سہولت وآسانی ہو جاوے اور روزانہ سبق میں یہ بیان کر دیا جاوے کہ آج کے سبق میں یہ فلاں فلاں باتیں یاد کرنے کی ہیں، اور خلاصہ اُن کا یہ ہے، تاکہ طالب علم کثرت مضامین سے گھبراوے نہیں، اور مضامین ذہن میں رہیں، اور

ہر کتاب اور ہر سبق کے نئے مضامین پر انھیں مطلع کر دے کہ نئے مضامین کو الگ نوٹ کر کے یاد کریں،

(۲۸)— کتابوں میں جو مسائل کی مثالیں ہیں انہی پر کفایت نہ کرے بلکہ اور بہت سی مثالیں صحیح وغلط بنا کر انھیں دکھاوے، اور صحیح وغلط کی ان سے تمیز کرادے مثلاً دخلت فی المسجد، میں اعراب اُن سے دلوادے، یا خود اعراب دے کر اُن سے تصحیح کرادے تاکہ مسائل کی خوب مشق ہو جاوے،

(۲۹)— خلوت بالامرد سے بہت اجتناب کرے، اور امرد خوبصورت سے بہت ہی سخت اجتناب کرے، ہرگز ان کے ساتھ خلوت نہ کرے، اور جلوت میں بھی ضرورت سے زیادہ بات چیت نہ کرے، نہ اُن کی طرف قصداً دیکھے، نہ ان کی بات نفس کے تقاضے سے سُنے، کیونکہ امرد پرستی کا مرض ایسی طرح سے پیدا ہوتا ہے کہ پہلے بالکل پتہ نہیں چلتا، اور جب جڑ مضبوط ہو جاتی ہے تب پتہ چلتا ہے، اور اس وقت کنارہ کشی امرد سے بہت دشوار ہوتی ہے، کیونکہ یہ مثل مشہور ہے، **شعر**

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پُر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

اپنی پاک دامنی پر ناز نہ کرے، کہ میں بھلا اس مرض میں کہاں مبتلا ہو سکتا ہوں،

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:۔
اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ،
اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے امام محمدؒ کے رُخ پر جب تک وہ امرد تھے نظر نہ ڈالی،

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں دنیا میں سوائے نفس کے کسی سے نہیں ڈرتا، تو ہم تم اپنے پاک ہونے پر کیا ناز کر سکتے ہیں، اگر ایسا خیال دل میں آوے تو سمجھے شیطان دھوکا دے رہا ہے، اور یہ مرض اس میں وہ ایسی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اُسے خبر نہ ہو اور جب خبر ہوگی تب اُسے قدرت مقابلہ نفس پر نہ ہوگی، یا بہت ہی مشکل ہوگی، یہ شیطان ہی کا مقولہ ہے کہ اگر جنیدؒ بغدادی ایسا مرد اور رابعہ بصریؒ ایسی عورت خلوت میں ہو جاویں تو میں دونوں کے اندر خیالات بُرے پیدا کر کے دونوں کا مُنہ کالا کر دوں،

تو صاحبو! جب یہ ایسے اولیاء کو بہکانے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم اور آپ کب اس کے پھندے سے بچ سکتے ہیں، رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ،

شعر

طفلِ جاں از شیرِ شیطاں باز کن
بعد از انش با ملک انباز کن

تا تو تاریک و ملول و تیرہ
داں کہ با دیو لعین ہمشیرہ

جان بابا گو یدت ابلیس ہیں
تا بدم بفریبدت دیو لعین

اور نفس اس سے بھی بڑھ کر دشمن ہی، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ

شعر
نفس کشتی باز رستی زاعت زار
کس ترا دشمن نماند در دیار
از پے ایں دنیائے دوں بر تست تنگ
از پے او باحق و با خلق جنگ

ان دونوں دشمنوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے، ورنہ دنیا و آخرت دونوں چوپٹ ہو جاویں گی، اور خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ نصیب ہو گا

شعر
بگاڑا دین کو اپنا کہیں دنیا ہی بن جائے
نہ کچھ دیں ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے
بڑی دولت ملے اس کو جو ہو اللہ کا عاشق
امیدِ اجرِ عقبیٰ پر یہ دُنیا اس سے چھُٹ جائے

اور نفس اور شیطان سے ہر گھڑی ہر آن مقابلہ کرنے کو تیار رہے، جو کام کرنے کو یہ کہیں ہرگز نہ کرے، مثلاً یہ کہیں امرد کی باتیں سنو، یا اس کی طرف دیکھو، یا اس کے پاس چلو، تو ہرگز اُن کا کہنا نہ کرے، اور دو تین دفعہ مخالفت کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اُن کا تقاضا جاتا رہے گا،

شعر
النفس کالطفل ان تھملہ شب علی
حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

اور اپنے نفس کی ہر وقت نگرانی کرتا رہے، اور اپنے ہر کام میں یہ سوچتا رہے کہ یہ تقاضائے نفس یا وسوسۂ شیطانی سے تو نہیں ہے، اگر ہو تو

فوراً مخالفت کرے، ڈھیلا و سُست نہ پڑے، اور اللہ تعالیٰ سے بصد زاری و الحاح عرض کرے، کہ یا اللہ تو ان اعداء سے تو پناہ دے، اگر تو پناہ نہ دے گا تو ہم کو کوئی دوسرا پناہ دینے والا نہیں ہے، اور ہم سخت گھاٹے میں پڑ جائیں گے، وما ذلک علی اللہ بعزیز،

اور یہ سوچ لے کہ اگر امرد پرستی کروں گا تو یہ بات ضرور ظاہر ہوگی، کیونکہ عشق و مشک را نتواں نہفتن مشہور ہے، اور حرکات و سکنات، اُٹھنا بیٹھنا، بات چیت کرنا وغیرہ کہہ ہی دے گی کہ امرد پرست ہے، مولانا روم صاحبؒ فرماتے ہیں، شعر

عشقِ معشوقان نہان ست و ستیر
عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر

اور جب ظاہر ہوگی تو ساری عزت خاک میں مل جاوے گی، کیوں کہ عزت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی میں ہے، وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ، شعر

عزیزیکہ از در گہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

بس خدمتِ دین کرے، اور اللہ تعالیٰ سے دل لگائے رہے، اور سارے خرافات سے دل کو پاک و صاف رکھے، اور جہاں تک ہو سکے اور جس طرح ہو سکے قلب کو فارغ رکھے، یہ بڑی دولت ہے، رَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ، اور بہار دل دیکھتا رہو بقول ایک شوریدہ کے شعر

سوئے جاناں بھی آنکھ اٹھانا ہے بارِ دل
گردن جھکائے دیکھ رہا ہوں بہارِ دل

ع ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید

(۳۰) طلبہ کی صحت کے لئے اور ان کی فراغت کے لئے برابر دعاء کیا کرے تاکہ اپنے دین کی کھیتی کر سکے،

(۳۱) اگر متعلمین سے کوئی بات خلاف طبیعت پیش آوے اور باعث ملول ہو تو یہ خیال کرکے کہ ان سے دین کا نفع مجھ کو بہت ہو رہا ہے معاف کر دے، اور معاف کر دینے سے اور بھی اللہ میاں کے یہاں قرب بڑھے گا، اللہ والے تو اور ایسوں کا احسان مانتے ہیں،

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت آپ کی بیوی صاحبہ بڑی بدزبان ہیں، حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ایسا مت کہئے، ان کا مجھ پر بڑا احسان ہے، کہنے والے نے کہا کہ یہ بیوی صاحبہ کیا احسان کریں گی یہ تو نہایت ہی بدزبان ہیں، حضرت نے فرمایا کہ بھئی یہی تو احسان ہے کہ وہ برا بھلا کہتی ہیں اور میں صبر کرتا ہوں، جس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مرزا کا ڈنکا بجا دیا،

حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کو ایک شخص نے مجمع میں کہا تم حرامی ہو، حضرت نے فرمایا کہ بھئی تم غلط کہتے ہو، میرے بابا

کے نکاح کے گواہ ابھی تک موجود ہیں،

ایک بزرگ کو لوگوں نے مکار کہا، مریدوں نے اُن کو مارنا چاہا بزرگ صاحب نے فرمایا انھیں جانے دو، میرے ساتھ آؤ، گھر پر چلو اور گھر پر لے گئے جتنے خطوط اُن کے نام آئے تھے اور لمبے چوڑے القاب غوث و قطب لکھے سب سامنے رکھدیے اور فرمایا کہ مکار کہنے والے پر آپ لوگوں کو کیوں غصہ آیا، اسی وجہ سے نا کہ اس نے غلط بات کہی، تو ان صاحبوں نے بھی غلط لکھا ہے، انھیں بھی مارنا چاہیے، نہیں تو دونوں کو چھوڑ دینا چاہیے، ورنہ یہ نفس کا کام ہوگا کہ خلافِ واقعہ بھلائی پر تو خوش ہوگیا اور کچھ نہ کہا نہ بُرا معلوم ہوا، اور خلاف واقعہ بُرائی پر برہم ہوگیا،

حضرت علیؓ نے ایک شخص کو قتل کرنے کے لئے گرایا اور سینہ پر سوار ہوئے، اُس نے مُنہ پر تھوک دیا، حضرت نے چھوڑ دیا، لوگوں نے پوچھا، کیوں آپؓ نے چھوڑ دیا؟ فرمایا کہ میں ڈرا کہ کہیں میرا قتل کرنا نفس کے تقاضہ سے نہ ہو،

واقعی یہ حضرات نفس کے مکر سے واقف ہیں، اور اس کے مکر کو پہچانتے ہیں، ایسے ہی لوگ ہیں جو شیطان پر ہزار عابد سے بڑھ کر اشد ہیں، غرضیکہ معلم اپنے دل کو پاک و صاف رکھیں، کسی طالب علم کے قصور پر ناخوش ہو کر کینہ نہ رکھیں، اس سے دل کا ستیاناس ہوجاوے گا، بس دل میں اللہ میاں کو جگہ دینا چاہیے، اور سب

چیزوں سے اور سب لوگوں سے پاک وصاف رکھنا چاہئے، اور اشعار ذیل کو پیش نظر رکھنا چاہئے، شعر

آئینِ ماست سینہ چوں آئینہ داشتن
کفرست در طریقتِ ما کینہ داشتن
بہ نشین در دلِ ویرانہ ام اے گنج مراد
کہ من این خانہ بسودائے تو ویراں کردم

ہاں طالب علم کی اصلاح کی غرض سے کچھ تنبیہ یا کوئی سزا یا کوئی ترکیب کردے، جس میں اپنے نفس کا کچھ شائبہ نہ ہو، اگر ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے، وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا،

(۳۲)—— اگر کوئی طالب علم مدرسہ سے چلاجاوے تو بددل نہ ہو، پریشان نہ ہو گھبراوے نہیں، ہائے ہائے نہ کرے کہ میری آمدنی یا ناموری گئی، اب میری کیسے کٹے گی، اور اس طالب علم کی یا اس کے سرپرستوں کی ہرگز ہرگز خوشامد نہ کرے خدا پر توکل رکھے، اور اللہ والا بن کر رہے، اللہ میاں اس کے ہو کر رہیں گے، اخبار میں آیا ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ، ع دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند،

شعر

خدا گر بحکمت بہ بندد درے
کشاید بفضل و کرم دیگرے

اور یہ شعر اپنا معمول رکھے ؎

ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو ؛ دار و گیر و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست

اور یہ سمجھے کہ ایک کی ذمہ داری سے چھٹی ہوئی، اگر اس کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی ہوتی تو قیامت میں گت بنتی، اللہ تعالیٰ نے اس سے نجات دی،

اور یہ سمجھے کہ قطعِ اسباب میں امتحان ہے توکل کا، اسباب کے ساتھ متوکل بننے کا دم بھرتے تھے اب اسباب کو اللہ نے منقطع کر دیا تاکہ تمھارے توکل کی قلعی کھلے، اگر اب بھی اسی طرح خنداں و شاداں رہو اور خدا پر ویسا ہی بھروسہ رہے جیسا کسی آدمی کے کہہ دینے سے کہ میں تمھارا ذمہ دار ہوں بھروسہ ہو جاتا ہے، اور خوراک پوری کھائی جاتی ہے، اور نیند اچھی طرح آتی ہے، اگر تمھاری حالت ایسی ہی رہے تو تم بیشک متوکل، ورنہ جھوٹے ہو، تمھارا توکل اسباب پر ہے، ع

زعشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی ست

خلاصہ یہ کہ مدرس خادمِ دین بن کر رہے، اگر طالب آئیں خدمت کرے، ورنہ خدا کا نام لے، آزاد رہے، شعر

زیر بارند درختاں کہ ثمرہا دارند
اے خوشا سرو کہ از بندِ غمِ آزاد آمد
ہر کہ انسش شد بشاہِ فردِ خویش
یافت درماں ہائے جملہ دردِ خویش

(۳۳) — طالب علموں کو مطالعہ کرنے کا، سبق یاد کرنے کا، آموختہ کی نگرانی کا

طریقہ سکھلادے، اگر اس کی پابندی نہ کریں تنبیہ کرے، اور بغیر طریقہ بتلائے ہوئے مارنا ظلم ہے،

(۳۴) خلافِ حیا کام طلبہ کے سامنے نہ کرے، اور نہ کلام خلافِ حیا زبان سے اُن کے سامنے نکالے، کیونکہ اس بے حیائی کا اثر اُن پر پڑے گا اور ان کا دین چوپٹ ہو جاوے گا، کیونکہ حیا دین کے درخت کی بہت بڑی شاخ ہے،

(۳۵) جس فن سے مناسبت نہ ہو وہ طلبہ کو نہ پڑھائیں، اگرچہ اُن کے سرپرستوں کی تاکید ہو، کیونکہ وہ فن پڑھانا اُن کا وقت ضائع کرنا ہے،

(۳۶) اخلاق رذیلہ وجمیلہ کے امثال قرآن وحدیث سے چھوٹے چھوٹے جملے معرب مبنی، اعراب، عامل معمول وغیرہ کی مشق کرائیں، تاکہ قواعد بھی مشق ہو جاویں، اور ادب بھی آجاوے، اور حدیث کا علم بھی ہو جاوے، اور حدیثیں ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جائیں، اور اخلاق کے متعلق اشعار ذیل مع معنی انھیں یاد کرائے جائیں

اشعار

خواہی کہ شوی بمنزلِ قربِ مقیم
نہ چیز بہ نفسِ خویش فرما تعلیم
صبر[۱] و شکر[۲] و قناعت[۳] و علم[۴] و یقین[۵]
تفویض[۶] و توکل[۷] و رضا[۸] و تسلیم[۹]

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ

دہ چیز بروں کن از درونِ سینہ

حرص وامل وغضب ودروغ وغیبت

بخل وحسد وکبر وریاء وکینہ

(۳۷) مسائل وقواعد کی تقریر طلبہ سے کرا دے تاکہ اُن کی زبان کھلے ،

(۳۸) بغیر مطالعہ سبق نہ پڑھا دیں اور مطالعہ کرنے کا امتحان لیں، اس طرح پر کہ کہاں تک پڑھو گے، اگر ایسی جگہ بتا دیں جہاں پر بات تمام ہونے کو ایک جملہ باقی ہو یا سوال کرلے، کسی مسئلہ کی علت کا جو بعد میں بیان ہو، اگر وہ کچھ نہ بولے تو سمجھو کہ اس نے مطالعہ نہیں دیکھا، یا دیکھا ہے بغیر غور کے،

(۳۹) تھوڑا پڑھا دیں مگر مطالعہ خوب کرا دیں، یہ نہ خیال کریں کہ زیادہ زیادہ پڑھا دیں، کتاب جلد ختم ہو جاوے، کیونکہ کتاب ہی ختم کرا کر کیا کریں گے جب سمجھیں گے نہیں، اور یہ بھی نہ خیال کریں کہ دوسری کتاب میں سمجھ لیں گے، کیونکہ شاید دوسری کتاب پڑھنے کا موقع نہ ملے، اور یہ مثل پیش نظر رکھیں کہ جو تھوڑا پڑھتا ہے وہ تھوڑے دن میں پڑھتا ہے اور جو زیادہ پڑھتا ہے وہ زیادہ دن میں پڑھتا ہے،

وجہ ظاہر ہے کہ جو زیادہ پڑھے گا نہ مطالعہ ٹھیک طور سے کرے گا اور نہ آموختہ کی نگرانی کر سکے گا نہ اچھی طرح سمجھے گا، اور آموختہ کا اختصار اُن سے بیان کرا دے، اور اس کا اکثر ان سے سوال

کرلیا کرے، یہاں تک کہ آموختہ برق ہو جاوے،

(۴۰) استاد کو چاہئے کہ صرف میں جو افعال کہ باعتبار صحیح و مہموز و معتل وغیرہ کے گیارہ قسم پر ہیں، ہر ایک کی ایک ایک گردان صرف صغیر کی اور ایک ایک گردان صرف کبیر کی خوب یاد کرادیں، اور ان کی تعلیلیں خوب مشق کرادیں اور اشعار عربیہ دعائیہ و صلوٰتیہ یاد کرادیں تاکہ ادب بھی آجاوے، اور دعاء و درود جو مغز عبادت ہے یہ بھی حاصل ہو جائے، اور انھیں جب ذوق و شوق ہو تب ان اشعار کو پڑھ کر دعاء بھی مانگ لیں، اور علم نحو میں عامل معمول کی خوب مشق کرادیں، کیونکہ اس کی مشق کی بہت ضرورت ہے ؛

تمام شد نصائح باب اول

باب ۲ دوم

در نصائح طالبین

تعدادِ نصائح

۷۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱) — اگر کوئی آوے تو تم السلام علیکم نہ کہو، اور اگر آنے والا کہے تو تم جواب مت دو، اپنے پڑھنے میں مشغول رہو، کیونکہ ذکر اللہ کے وقت سلام اور جوابِ سلام دونوں نہ چاہیئے،

(۲) — قاعدہ وغیرہ جب بیٹھے ہاتھ میں لے کر بیٹھے، اوپر سے نہ پھینکے اوپر سے پھینکنے میں بے ادبی ہے،

(۳) — اگر دوسرے سے سوال ہوتا ہو تو خود کچھ نہ بولے،

(۴) — سوال و جواب میں مطابقت ہونا چاہیئے نہ جواب بڑھے نہ سائل کا سوال دُہرا دے، نہ جواب میں سوال کے الفاظ آدیں، بجز اُن الفاظ کے جن سے تعرض ضروری ہے،

(۵) — پڑھنے میں کتاب کی عبارت کی تصحیح و مطلب کے سمجھنے کا خیال رکھے فضول سوال و جواب کے پیچھے نہ پڑے،

(۶) — سبق تھوڑا پڑھے مگر یاد خوب کرے، اور آموختہ کی بہت نگرانی

کرے تاکہ حوصلہ بڑھے اور ہمت میں قوت ہو،

(۷)— پڑھنے کے زمانہ میں وقت وصحت وفراغت کو غنیمت سمجھے کیونکہ یہ چیزیں نہایت بے اعتبار ہیں، اگر یہ موقع کھیل کود میں صرف کردیا تو بعد کو موقع نہ ملے گا، اور کفِ افسوس ملنا پڑے گا،

(۸)— جس سے نفع دینی یا دنیوی حاصل کرنا چاہے اس کے سامنے اپنے کو مٹادے، یعنی اپنی شان وشیخی وپٹھانی طاق پر رکھ دے، اور ادب اور اطاعت اور خدمت اپنا شعار بنالے، اشتیاق سے پڑھے، اور پڑھا ہوا خوب یاد رکھے، ان باتوں سے انشاء اللہ تعالیٰ (استاد) ایسا مہربان اور خوش ہوگا کہ پچاس روپے کے دینے سے بھی اتنا مہربان وخوش نہ ہوتا،

(۹)— غلطی اگر کلام یا کام میں ہوجاوے فوراً اپنی غلطی کا اقرار کرلے باتیں نہ بنادے، کیونکہ یہ تکبّر کی بات ہے،

(۱۰)— قرآن مجید جلد جلد اس غرض سے نہ پڑھے کہ میری غلطی وغیرہ پر سننے والا مطّلع نہ ہو، کیونکہ ایسی قرأت کرنے والے پر قرآن خود لعنت کرتا ہے، اور اس میں تکبر کا شعبہ ہے، اور قرآن پڑھنے میں چھ باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے، نہ مُنہ چوڑا ہو، نہ مُنہ بند ہو، نہ مُنہ بگڑے، نہ مخارج میں سختی ہو، نہ ہر حرف پر سکتہ سا ہو، نہ آواز میں لرزہ ہو،

(۱۱)— اگر استاد یا کوئی بزرگ یا اور کوئی کچھ بیان کرے اور وہ بیان

صحیح ہو خاموش ہو کر سنے، بدن اور قلب سے متکلم کی طرف متوجہ رہے، اپنی معلومات بیان نہ کرے، اس میں تکبر و بے ادبی، اور دلشکنی ہے، اور یہ تینوں بُری خصلتیں ہیں،

(۱۲)— اگر استاد کو کچھ سُنادے، یا استاد کچھ تقریر کرے، یا کوئی دوسرا کچھ کلام کرتا ہو تو توجہ متکلم کی طرف ہونا چاہئے، کیونکہ بے توجہی میں بے قدری کلام و متکلم دونوں کی ہے،

(۱۳)— عبارت پورے جملے کی ایک سانس میں پڑھے، اور ترجمہ بھی ایک سانس میں کرے، کاٹ کاٹ کر نہ پڑھے، اور نہ ترجمہ کاٹ کاٹ کر کرے، یہ عیب کی بات ہے، لیکن مجبوری میں رکاوٹ ہو جاوے تو اور بات ہے،

(۱۴)— اگر کوئی ساتھی یا دوسرا طالب علم غلط الفاظ پڑھے تو ہنسنا نہ چاہئے کیونکہ اس نے غلط غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے پڑھا جس کی وجہ سے اُس پر کوئی الزام نہیں، اور تمھاری ہنسی پر دو الزام تکبر کا، اور ایذا مسلم کا، یہ دونوں بڑے جرم ہیں،

(۱۵)— جب نماز اکیلا پڑھے یا وہ نماز پڑھے جس میں آہستہ پڑھا جاتا ہے تو قرآن مجید کو بنا کر پڑھے، اور جیسی سورتیں پڑھنی مسنون ہیں ویسی سورتیں پڑھے، کیونکہ اس کے خلاف میں تلاوت خدا کے لئے نہیں ہوتی، بلکہ آدمیوں کے لئے ہوتی ہے، اس لئے کہ جب زور سے پڑھتا ہے تو بنا کر پڑھتا ہے، اور آہستہ پڑھتا ہے تو

بگاڑ کر پڑھتا ہے، تو مدِّ نظر آدمیوں کو سُنانا ہوا،

۱۶— کتاب کو یاد کرنا اس بھروسہ پر نہ چھوڑ دے کہ آگے اور کتابیں آئینگی اس میں بھی یہی مسائل ہوں گے، اُسے یاد کر لوں گا، شاید موقع نہ ملے، اور اگر اس کتاب کو یاد رکھے گا اور آگے موقع نہ ملا تو یہ کتاب تو یاد رہے گی، اور کام دے گی، اور اگر موقع مل گیا تو آگے کی کتابیں بجائے ایک صفحہ کے چار صفحے پڑھے گا، کیونکہ اس کتاب سے مدد ملے گی،

۱۷— سبق پر نشان رکھے، تا کہ جلدی سے کھول لے، ایسا نہ ہو کہ تمام کتاب الٹنا پڑے، کیونکہ اس میں کتاب کی بے ترتیبی اور بے انتظامی ہے،

۱۸— سبق آگے جُھک کر سُناوے، پیچھے تن کر نہ سُناوے، اس میں بے پروائی و بے ادبی ہے،

۱۹— انگریزی الفاظ ہرگز استعمال نہ کریں، اس میں بُو حُبِّ دنیا کی پائی جاتی ہے کہ دنیا نہ ملی تو دنیاداروں کے الفاظ ہی سے جی خوش کر لیں، اور لباس و پوشاک میں بھی یہی بات ہے، اگر الفاظ بوجہ پسند ہونے کے کہتا ہے تو مسلمان آدمی کو الفاظ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے کیوں نہ پسند ہوتے، جو سب زبانوں سے اچھی زبان ہے، بڑی غیرت کی بات ہے، جس کو ہم پیشوا مانیں، اور اُن کا نام نماز میں، التحیات میں، درود میں لیں، اپنے کو اُن کا

جاں نثار کہیں، اور لباس پوشاک اور بول چال ان کی ناپسند کریں، ہاں اگر مجبوری ہو کہ کوئی انگریزی داں عربی اردو الفاظ نہ سمجھے تو خیر اس کے سمجھانے کے لئے ڈکٹیشن وغیرہ بول دے تو مضائقہ نہیں،

(۲۰)— جب کہیں جائے کسی سے کچھ بات کرنے یا سبق سنانے تو ایک کام طے کر کے دوسرا شروع کرے، مثلاً جب سبق پڑھ لے تب کوئی بات یا پیغام کہے،

(۲۱)— اگر کوئی مسئلہ دیکھنا ہو تو اس فصل میں دیکھنا چاہیئے، اگر حوض میں نہ ملے تو حاشیہ میں دیکھنا چاہیئے، اگر حاشیہ میں نہ ملے تو دوسری کتاب میں یہی بیان دیکھے،

(۲۲)— اگر اپنا کہنا بیان کرنا ہو تو یوں کہے کہ میں نے عرض کیا تھا، اور اگر بڑے کا کہنا بیان کرنا ہو تو یوں کہے کہ آپ نے فرمایا تھا،

(۲۳)— استاد اور بڑوں کے سامنے ادب سے رہے نہ ہنسے نہ زیادہ بولے، نہ ادھر ادھر تاکے، ایسا رہے جیسے وہ شخص رہتا ہے جس کے سر پر پرندہ بیٹھ جاتا ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہؓ ایسا ہی رہتے تھے، اگر استاد سے یا بڑوں سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آجاوے تو یہ سمجھ کر کہ ان سے مجھے دینی نفع بہت ہوا ہے، معاف کر کے دل صاف رکھے بلکہ ان کے متعلقین سے اگر کوئی بات پیش آجائے درگذر کردے،

حضرت مولانا تھانوی صاحب نے ایک شخص سے کہا کہ اگر میں جانتا کہ آپ حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت ہیں تو یہ نامناسب بات بھی نہ کہتا، استاد کا درجہ پیر سے زیادہ ہے اُن کا تو اور پاس کرنا چاہئے،

(٢٤) سوال کے جواب میں تاخیر نہ کرے، جلدی سے جو دل میں ہو کہدے، اور نہ جواب دینے میں باتیں بنادے،

(٢٥) اپنا استاد یا پیر کوئی بات بتلادے تو اس کے مقابلہ میں دوسری کی بات بطور تردید کے نہ کہے کہ فلاں یہ کہتے ہیں اس سے اعتقاد و اعتماد کی سستی معلوم ہوتی ہے،

(٢٦) کتاب قاعدہ وغیرہ تعظیم سے رکھے، اور اٹھاتے پیر سے نہ چھو جائے اس میں بے ادبی ہے،

(٢٧) جس سے پڑھے اس کی محبت و اطاعت و ادب کا بہت پاس رکھے، اس سے بڑا نفع ہوگا،

(٢٨) ساتھ یاد کرنے میں، ہمت اور شوق میں ترقی ہوتی ہے،

(٢٩) جس سے کچھ نفع دینی یا دنیوی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کا مطیع بنے، ورنہ ہرگز نفع نہ ہوگا،

(٣٠) سبق محض ذہن پر چڑھا کر استاد کو نہ سنادے، کیونکہ ایسا یاد کرنا بالکل نہیں ٹھہرتا، سبق خوب رٹ کر یاد کرنا چاہئے، تاکہ دل پر نقش ہوجائے اور ہمیشہ یاد رہے،

(۳۱)— سوال سمجھ کر جواب دیدے بے سمجھے جواب نہ اڑانا شروع کر دے،

(۳۲)— اگر کوئی بطور تعلیم کے کوئی بات کہے تو اس کی بات کو سنکر تب اٹھے ورنہ بات کی بے قدری اور بات کرنے والے کی دلشکنی ہوگی،

(۳۳)— علم پر ناز نہ کرے، بلکہ نعمت سمجھ کر شکریہ ادا کرتا رہے ورنہ نعمت چھن جائے گی، ایک عالم کا دماغ فالج سے خراب ہوگیا، اور کُل علم بھُول گیا،

(۳۴)— طلبہ کو چاہئے کہ اللہ والے بنکر رہیں، تمام چیزیں اس کی بن کر رہیں گی، اگر اللہ تعالیٰ سے پھر گیا تو سب چیزیں پھر جائیں گی، ع

چوں از دگشتی ہمہ چیز از تو گشت

(۳۵)— اگر اُستاد بہت سی باتیں تعلیم کرے یا بہت سے الفاظ پر قرأۃ میں روک ٹوک کرے تو چند باتیں اپنے ذہن میں نوٹ کرلے، اگر نوٹ شدہ زیادہ ہو جائیں تو ان میں سے بھی نوٹ کرلے اور یہی خیال رکھے کہ اگر کسی بزرگ کی خدمت میں جاوے، یا کسی عالم کے وعظ میں شریک ہو تو وہاں بھی اُن کے مضامین کا انتخاب کرلے،

(۳۶)— جن الفاظ کا ترجمہ بوجہ حیاء کے نہ کر سکے، ترجمہ میں وہ لفظ ہی کہہ لے اور نہ کسی سے ایسے الفاظ کا ترجمہ کرادے،

(۳۷)— دل لگا کر پڑھے گا تو جلدی پڑھ لے گا ورنہ برسوں میں بھی نہ آوے گا،

(۳۸)— اگر کوئی شخص کچھ سوال کرے تو اس کے جواب میں ہر پہلو پر نظر

کرلے، اور ہر مصالح پر بھی اگر تمہارا کام ہو تو خود سوچ کر جواب دیدو، یوں نہ کہو کہ جیسا آپ کہیں مثلاً استاد کبھی یہ سوال کرے کہ کتنے دن میں آموختہ سناؤ گے یا امتحان دوگے، یا کتنے دن قیام کروگے، تو اس میں اپنی مہلت وقوتِ حافظہ وغیرہ کو تم خود سوچ کر جواب دو، سائل کیا جانے (یعنی تمہارے حافظہ کو)۔

(۳۹) طالب علم کو عموماً اور طالبِ علمِ دین کو خصوصاً اور سب گناہوں سے عموماً اور شہوت کے گناہوں سے خصوصاً سخت پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ گناہوں سے تمام اعضاء عموماً اور دل ودماغ خصوصاً بہت ضعیف ہوجاتے ہیں، اور حُسن بھی جاتا رہتا ہے، اور چہرہ بدنما اور پیلا ہوجاتا ہے، دیکھنے میں خراب معلوم ہوتا ہے، دل بوجہ تردد اور خوف کے اور دماغ بوجہ مادّۂ منی کے نکل جانیکے، کیونکہ سرمایۂ راحت وصحت وقوت منی ہی ہے، اور طالب علم کو زیادہ ضرورت انہی اعضاء کے درست رہنے کی ہے، کیونکہ اگر یہ اعضاء ضعیف ہوگئے تو نہ پڑھ سکے گا اور نہ پڑھا ہوا یاد رکھ سکے گا، کیونکہ قوتِ حافظہ بھی جاتی رہتی ہے،

حضرت امام شافعیؒ نے اپنے استاد (حضرت وکیعؒ) سے سوءِ حفظ کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا، گناہوں سے پرہیز کرو، کیونکہ علم فضل ہے اللہ تعالیٰ کا، اور فضل اللہ تعالیٰ

کا عاصی کو عطا نہیں ہوتا، شعر

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيعٍ سُوْءَ حِفْظِي
فَأَوْصَانِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي
فَإِنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ مِّنْ إِلٰهٍ
وَفَضْلُ اللّٰهِ لَا يُعْطىٰ لِعَاصِي

اور گناہوں کے ترک کے متعلق یوں سمجھ لے کہ اگر میں نے گناہ کیا تو علم سے محروم رہوں گا، اور صحت وعافیت سے محروم ہوجاؤنگا، اگر اللہ تعالیٰ نے پردہ دری کردی (نعوذ باللہ من ذلک)، تو مدرسہ سے خارج کردیا جاؤں گا، لوگوں میں ذلت ورسوائی ہوگی، مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا،

اور یوں سمجھ لے کہ آدمی کی موت وبیماری کا کوئی وقت نہیں جب ہی مرجاوے یا بیمار ہوجاوے، اور بیمار ہوکر اور مرکر تو (گناہ) چھوڑنا ہی پڑے گا، تو جو چیز مرکر یا بیمار پڑکر چھوٹنے والی ہو اُسے صحت وحیات ہی میں چھوڑ دینا چاہیے، تاکہ تارک المعصیۃ ہو، متروک المعصیۃ نہ ہو، اور قابلِ اجر ومدح تارک ہے نہ متروک،

اور یہ ٹھان لے کہ میں شہوت کے کہنے پر عمل نہ کروں گا نہ دیکھوں گا نہ بات کروں گا اور نہ بات سُنوں گا،

اور لڑکوں اور عورتوں کی صحبت سے بہت سخت پرہیز کرے، اگر کسی لڑکے کے ساتھ پڑھنے میں یا سبق کی تکرار میں یا

دور میں ہو تو قدر ضرورت پر اکتفا کرے، اور اگر طبیعت میں بُرا میلان پاوے تو فوراً بہت جلد اس کا ساتھ چھوڑ دے اور تکرار وغیرہ سب بند کر دے، علٰحدہ پڑھے اور جلد سے جلد دو رکعت نماز توبہ پڑھ کر توبہ کر لے، کیونکہ اگر علٰحدہ ہونے میں تاخیر کرے گا، تعلق کی جڑ مضبوط ہو جاوے گی، اور علٰحدہ ہونے کی ہمت کمزور ہو جاوے گی اور پھر گناہ سے بچنا مشکل ہو جاوے گا، اور اگر اللہ تعالیٰ نے بعد مدت کے کبھی دستگیری کی، اور توبہ نصیب بھی ہوئی تب بھی برسوں اس کے خیالات اور وساوس نماز و کتاب کو خراب کرینگے، اور سخت اُلجھن ہو جاوے گی، دل پریشان و متردد و مغموم و متفکر رہے گا، اور جلدی تدارک کرنے سے ان سب باتوں سے نجات رہے گی، اور دل میں فرحت و انبساط و خوشی کا ایک بڑا عالم رہو گا،

ع
دل آرامے کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

بیت
دلی کز غیرِ او اندیشہ دارد
مگس جائے پری در شیشہ دارد

اور لڑکوں اور عورتوں کو دل میں جگہ دینا اور اللہ تعالیٰ کو نکالنا کیا خراب بات ہے ع

کعبے سے بُت نکال دیئے تھے رسولؐ نے
اللہ کو نکال رہے ہیں دلوں سے آپ

اور خدا عزوجل کے جمال بے مثال کو چھوڑ کر ان مردہ ناپائدار اشکال پر عاشق ہونا کیا بے سمجھی کی بات ہے، کہاں وہ نورِ آفتاب اور کہاں یہ چراغ مردہ ؎

چراغِ مُردہ کجا نورِ آفتاب کجا
ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

اشعار

ما نصیحت بجائے خود کردیم
روزگارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبتِ کس
بر رسولاں بلاغ باشد و بس

(۴۰)— سبق ناغہ نہ کرے اس میں بے برکتی ہوتی ہے، دل اُکھڑ جاتا ہے پڑھا ہوا بھول جاتا ہے، شوق میں کمی ہوجاتی ہے۔

(۴۱)— قرآن مجید بنا کر باقاعدہ پڑھے، اس سے قلب میں بہت نور اور صفائی ہوتی ہے، گڑبڑ پڑھنے سے قرآن مجید لعنت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتے، کیونکہ قرآن مجید پڑھنا اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنا ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر کسی سے کوئی باتیں کرے اور بے تمیزی سے باتیں کرے تو مخاطب کو سخت تکلیف ہوتی ہے، اور اگر تمیز سے باتیں کرے تو جی بہت خوش ہوجاتا ہے، اور چاہتا ہے کہ اس باتمیز کو کیا انعام دیدوں،

اور باقاعدہ پڑھنے سے خود بھی عمر بھر لطف اٹھاتا ہے، اور دوسرے بھی، اور بے قاعدہ پڑھنے سے نہ خود مزہ پاتا ہے اور نہ دوسرا بلکہ مصداق ؎

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی
ببری رونقِ مسلمانی

کا ہوتا ہے،

(۴۲) استاد اگر علم کے متعلق باتیں کرے، یا اور کوئی بات عمدہ بیان کرے تو اُسے خوب توجہ سے سُنے، اور کسی کاغذ میں نوٹ کر لے، اس بھروسے پر نہ رہے کہ وہ تو میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہے، کیونکہ نہ معلوم تمھیں کب اور کہاں اس بات کی ضرورت پڑے، تو اس کاغذ کو کہاں لئے پھروگے، اور اگر گم ہوگیا تو تمھارا علم ہی گیا، اسی لئے کہا ہے کہ علم سینہ چاہیئے علم سفینہ نہیں، علم کی شان تو یہ ہے کہ نہ چور چُرا سکے اور نہ وراثت میں تقسیم ہو سکے،

(۴۳) طلباء کو چاہیئے کہ استاد کے ساتھ حُسن ظن رکھیں، اگر کسی طالبعلم کے ساتھ کوئی خاص برتاؤ کرے تو یہ سمجھ لے کہ وہ صاحب اسی لائق ہیں اور میں اسی لائق ہوں، یا اُن کے ساتھ وہی برتاؤ مصلحت ہے اور میرے ساتھ یہی برتاؤ مصلحت ہے،

یا یوں سمجھ لے کہ اگر خدانخواستہ وہ خلاف ہی کرتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پر اُن کا حساب ہے، مجھے بدگمانی سے کیا نفع ہوگا، دنیا میں

ان کے فیوض و برکات سے محروم رہوں گا، اور آخرت میں بدگمانی کے وبال میں گرفتار رہوں گا،

اور یہ خیال کرلے کہ دوسرے کے کام کی فکر میں کیوں پڑوں یکساں برتاؤ کرنا استاد کا کام ہے وہ اپنا کام کریں یا نہ کریں، وہ اپنے کام کے ذمہ دار ہیں، اور میرا کام ہے حُسن ظن اور اطاعت اور خدمت، میں اپنا کام کروں،

اور بدگمانی کا یہ بھی نقصان ہے کہ تم کو استاد اور طالب علم محسود علیہ سے دشمنی ہو جائے گی، اور دشمنی میں جانبین کا جان و مال عزت و آبرو معرضِ خطر میں ہو جاتا ہے، قصہ حضرت یعقوبؑ و یوسفؑ اور اخوتہ علیٰ نبینا و علیہم السلام کا پیش نظر رکھنا چاہئے، ہر چھوٹے بڑے کو یہ برتاؤ یاد رکھنا چاہئے مثلاً پیر، استاد، باپ کے ساتھ اُن کے چھوٹوں کو جتنا حسن ظن رکھنا ضروری ہو استاد پر تساویِ معاملات وغیرہ اس سے زیادہ ضروری ہے، کیونکہ ان کا فعل انہی تک نہ رہے گا، بلکہ ہر شاگرد کے رگ و ریشہ میں سرایت کرے گا، اور اس کا اثر دوسروں میں پہونچے گا، شعر

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

خلاصہ یہ ہے کہ بدگمانی سے بہت پرہیز کرے، اور مصلحت میں بھی زیادہ غور و خوض نہ کرے، بلکہ اپنے دل میں یہ سمجھ لے کہ

ہوگی کوئی مصلحت، یہ طریقہ سرمایہ راحتِ دارین ہے،

(۴۴) سبق پڑھنے کے لئے جب جگہ خالی ہو تب جائے، تاکہ اژدہام سے تکلیف و انتشار نہ ہو،

(۴۵) طالب علم بغیر مطالعہ سبق نہ پڑھے، کیونکہ بغیر مطالعہ پڑھنے سے پڑھتے وقت جب استاد کچھ تقریر کرتا ہے تو سمجھ میں نہیں آتی، اگر سمجھ بھی لے جلدی یاد نہیں ہوتی، اگر یاد بھی ہوجاتی ہے تو ٹھہرتی نہیں، اگر مطالعہ کر کے پڑھے گا تو ان آفتوں سے محفوظ رہے گا،

(۴۶) پڑھتے وقت ادھر ادھر نہ دیکھے،

(۴۷) استاد کی روک ٹوک اگر پڑھتے میں ہو تو اس کو برا نہ سمجھے، اور نہ چہرے پر شکن پڑے، نہ ملال ظاہر کرے، اس لئے کہ اس سے استاد کے دل میں انقباض پیدا ہوجائے گا، اور دروازہ نفع کا بند ہوجائے گا، کیونکہ یہ موقوف ہے انشراحِ دل اور مناسبت پر اور صورتِ مذکورہ میں دونوں باتیں نہیں ہیں، بہت بڑا قاعدہ اور جلد منفعت کی کنجی یہ ہے کہ جس سے نفع حاصل کرنا ہو خواہ خالق سے یا مخلوق سے اُس کے سامنے اپنے کو مٹا دے اور فنا کر دے، اپنی رائے و تدبیر کو بالکل دخل نہ دے پھر دیکھئے کیسا نفع حاصل ہوتا ہے، اور یہ بڑا کمال ہے ؎

تو در وگم شو وصال این ست وبس ؛ تو مباش اصلا کمال این ست وبس

(۴۸) طالب علم کو بڑی ضرورت فراغتِ قلب کی ہے، یعنی قلب کا کسی چیز سے یا کسی شخص سے متعلق نہ ہونا، یعنی حقہ یا پان تمباکو وغیرہ کا عادی نہ بنے، اور نہ کسی امرد لڑکے یا عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرے، ورنہ علم سے بوجہ آفاتِ دینی و دنیوی کے محروم رہیگا، اور رُسوائی و ذلت ہوگی، مدرسہ سے خارج کر دیا جائے گا، ؎

ما ہیچ نداریم غم ہیچ نداریم
دستار نداریم غمِ پیچ نداریم

؎ ہر وہ عاقل جو کہ آغاز میں سوچے انجام
ورنہ ناداں بھی سمجھ جاتا ہے کھوتے کھوتے

اور نہ کسی طالب علم سے دوستی پیدا کرے کہ جس سے کسی کو موقع بدگمانی کا ہو اور نہ دشمنی پیدا کرے کہ اُس سے لڑنے جھگڑنے میں وقت خراب ہو ؎

آئینِ ماست سینہ چو آئینہ داشتن
کفرست در طریقتِ ما کینہ داشتن

(۴۹) طالب علم کو چاہیئے کہ بعد فارغ ہونے کے کسی اللہ والے کی خدمت میں رہ کر کچھ دنوں اصلاح ظاہر و باطن کی کرے ؎

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر
دامنِ آں نفس کش را سخت گیر

تب معلمی کرے تا کہ خود گناہ ظاہر و باطن سے اجتناب کرے

اور اس کا اثر متعلمین میں یعنی شاگردوں پر پڑے سہ

فال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

(۵۰)— پڑھنے میں نیت خدمتِ دین اور رضائے خداوندی کی رکھے، اور عزت وجاہ دنیوی کی نیت ہرگز نہ کرے، اچھی نیت سے اگر پڑھے گا تو حالتِ طالبِ علمی میں اگر مرجاوے گا تو شہید ہوگا اور قیامت میں علماء کے ساتھ اٹھایا جاوے گا، اور دن رات جو محنت کی دماغ وغیرہ خرچ کیا ہے اور پڑھا ہے سب انشاء اللہ تعالیٰ نامۂ اعمال میں دیکھے گا اور دوسری نیت سے ان سب باتوں سے محروم رہے گا، اور مستحق اور موردِ عتاب خداوندی ہوگا، نعوذ باللہ من ذٰلک،

(۵۱)— ہر کتاب کے مضامین کو خوب اچھی طرح محفوظ رکھے، دوسری کتاب میں جو نئے مضامین آئیں، انھیں کو پڑھ لے یا ساری کتاب پڑھے، مگر نئے مضامین کو الگ نوٹ کرکے یاد کرلے، علیٰ ہٰذا القیاس تیسری اور چوتھی کو اس سے انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ لیاقت اور بہت جلد (لیاقت) ہوگی،

(۵۲)— طلبہ جس فن کو پڑھیں اس میں کسی کا لحاظ نہ کریں، نہ کسی سے دبیں بلکہ بیدھڑک پڑھیں، مثلاً عربی پڑھیں تو انگریزی خوانوں سے نہ دبیں، اور اگر تجوید پڑھیں تو غیر تجوید والوں سے نہ دبیں، حق پر

رہیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق کام کریں، ساری دنیا ناخوش ہو یا حقیر سمجھے یا بُرا سمجھے کچھ پروا نہ کرے، مگر اس سے بہت پرہیز کریں، کہ کبھی سے لڑیں جھگڑیں نہیں، بس اپنی دُھن میں رہیں، جو ناحق پر ہے وہ نہیں دبتا تو تم حق پر ہو کر کیوں دبو؟ اگر وہ اپنا ہمخیال بنانا چاہیں تو ان سے صاف کہہ دو کہ میں تمھارا ہمخیال ہرگز نہ ہوں گا، معاف کرو، تکلیف نہ کرو، پھر وہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ بولیں گے،

(۵۲) — اگر سبق میں بہت سے شریک ہوں تو ناغہ نہ کرو، بہت کوشش کرو، ساتھ میں پڑھنے کی، کیونکہ اگر بعد کو طلبہ سے تکرار کر لوگے تو استاد کی ساری تقریر کو طالب علم نہیں دُہرا سکتا، اگر استاد ہی سے پڑھوگے تو بھی مجمع میں جو مضامین استاد کے قلب میں آئے تھے وہ نہ آئیں گے، اگرچہ استاد کوشش بھی کرے، خلاصہ یہ کہ بہت سی باتوں سے اگر ناغہ کروگے محروم ہو جاؤگے،

(۵۳) — طلبہ کو چاہیے کہ اپنا شوق اور طلب اور محنت استاد کو دکھائیں، استاد خود مہربان ہو جاوے گا اور انشاء اللہ پوری توجہ کریگا ؎

چو شمع از پئے علم باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا شناخت

شعر
بقدر الکد تکتسب المعالی
ومن طلب العلی سھر اللیالی

تردم العز ثم تنام لیلاً
یغوص البحر من طلب اللآلی

ترجمہ "بقدر محنت علو مرتبہ حاصل ہوتا ہے، جو علوِ مرتبہ کا طالب ہوتا ہو راتوں کو جاگتا ہے"

"تم عزت چاہتے ہو اور راتوں کو سوتے ہو، موتی کا طالب دریا میں غوطے لگاتا ہے"

جیسا طالب ہوتا ہے اور جیسی طلب ہوتی ہو استاد کی جانب سے ویسا ہی فیض ہوتا ہے، عادت اللہ یونہی جاری ہے،

فہم سخن تا نکند مستمع
قوتِ طبع از متکلم مجو
فسحتِ میدان ارادت بیار
تا بزند مرد سخن گوئی گو

(۵۵)— طالب علم کو چاہیے کہ پڑھتا جائے اور مشق کرتا جائے تاکہ پڑھا ہوا خوب محفوظ رہے، اگر عربی پڑھتا ہے تو قرآن مجید میں غور کیا کرے اگر کہیں قرآن مجید میں پڑھے ہوئے کے خلاف ملے تو قرآن مجید کی اصلاح نہ کرے، بلکہ اُس پڑھی ہوئی کتاب کو قرآن کے موافق کرے، یعنی جو قرآن شریف میں ہے اُسی کو صحیح جانے

(۵۶)— طلبہ کو چاہیے کہ استاد کی تعلیم کے وقت مسکرائیں نہیں، اگرچہ مسکرانا اس وجہ سے ہو کہ وہ اُسے اچھی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ یہ

صورت بے ادبی اور بے قدری کی ہے،

(۵) استاد کی تقریر میں اگر لفظ فارسی یا عربی کا ہو اور اس کے معنی نہ معلوم ہوں یا کتاب میں کوئی لفظ آیا جو مشہور ہو اور اس کا ترجمہ نہیں کرایا گیا تو استاد سے اس کے معنی پوچھ لے، غفلت اور شرم نہ کرے کہ سب ہنسیں گے، کہ ایسے مشہور لفظ کے معنی نہیں جانتا، کیونکہ اگر نہ پوچھے گا تو ہمیشہ جاہل ہی رہے گا، مثل مشہور ہے:۔

شفاء العی السوال یعنی جہل کی شفاء سوال ہے،

(۵) اگر کسی مسئلہ میں استاد کی تقریر ذہن میں نہ بیٹھے تو کچھ دیر تک استفادہ کے لہجہ میں خندہ پیشانی کے ساتھ اپنی تقریر کرے، اگر پھر بھی سمجھ میں نہ آوے تو خاموش ہو جاوے، اور دل میں یہ رکھ لے کہ اس کی تحقیق کروں گا، بعد کو کتابوں سے، علماء سے تحقیق کرے، اور اگر اپنی رائے صحیح ہو اور استاد حق پسند ہو تو اس کتاب اور بڑے عالم کی تحقیق کو ان کے سامنے پیش کردے، اگر استاد کی تقریر صحیح ہو تو معذرت کردے، کہ آپ صحیح فرماتے تھے، میں غلطی پر تھا،

استاد کے مقابلہ میں مکابرہ، مناظرہ، مجادلہ کی صورت ہرگز نہ بنائے، یعنی آنکھیں نہ چڑھیں، گفتگو میں تیزی نہ ہو، پیشانی پر بل نہ ہو، بڑوں کے مقابلہ میں یہ بے ادبی ہے، اور اوروں کے مقابلہ میں گو مناظرہ مناسب نہیں، مگر بعض وجہوں سے وہ بھی ناجائز

ہوجاتا ہی، مثلاً فریق مخالف نے حق بات کہی، اس نے ہٹ دھرمی سے رَد کر دیا، یا مجمع کی شرم سے فی الحال نہیں مانا، یہ دونوں امر ناجائز ہیں، لہٰذا وہ امر جائز بھی ناجائز ہو جائے گا،

(٥٩) طالب علم کو چاہیے کہ حق پسندی اپنا شعار رکھے، اور ہٹ دھرمی سے بہت اجتناب کرے، سرمایہ راحت دنیا و دین یہی خصلت ہے، اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتباعہ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ،

(٦٠) طالب علموں کو چاہیے کہ جس مدرسہ میں جس مدرس سے پڑھنا چاہیں پہلے وہاں کے مدرسہ اور مدرسہ کے قوانین دریافت کر کے اپنے ذہن میں خوب غور کرلیں، کہ ان قوانین کی پابندی مجھ سے ہو سکے گی یا نہیں، اگر نہیں ہو سکتی تو پھر کوئی بات ہی نہیں، اپنے گھر بیٹھ رہیں اگر ہو سکتی ہے تو خوب پختہ ہو کر داخل ہوں، اور ان قوانین کی پابندی کریں، اور علم حاصل کریں، پھر وہاں سے دوسری جگہ نہ جائیں، ایک درگیر د محکم گیر پر عمل کریں، اور رشم خیراً کا مرض ہونے دیں، یعنی یہاں سے وہاں اور وہاں سے وہاں نہ جائیں، اس میں بہت سی خرابیاں ہیں:۔

ایک یہ کہ ہر استاد کی نظر سے اُتر جائے گا، اور سب کہیں گے کہ یہ ہرجائی ہے، یہاں سے کہیں اور چلا جائے گا، اور جہاں سے جائے گا پھر وہاں داخل نہ ہو سکے گا،

دوسرے یہ کہ ہر مدرسہ کے قوانین جدا ہوتے ہیں، اس سے یہ خرابی ہو گی کہ پہلی پڑھائی بیکار ہو جائے گی، مثلاً کسی مدرسہ میں یہ قانون ہے کہ تجوید ضرور پڑھائی جائے، اور کہیں کا قانون یہ ہو کہ تجوید کا نام نہ رہے، اور تم تجوید والے مدرسہ سے کچھ تھوڑا ہی سا پڑھ کر چلے گئے تو یہ پڑھا ہوا کچھ کام نہ دے گا، اور وہ بھی بھول بھال جائے گا،

غرض کہ تین خرابیاں ہیں، استاد کے دل میں وقعت نہ ہونا اس کا مہربان نہ ہونا، پہلے مدرسہ میں پھر داخل ہونے کے قابل نہ رہنا، پہلی پڑھائی کا بیکار ہو جانا،

اور ایک خرابی یہ ہوتی ہے کہ دوسری جگہ انتظام سکونت وخوراک وغیرہ میں دقت کا پیش آنا، اور دل کا متردد رہنا، اور تحصیلِ علم میں فراغتِ قلب اور جمعیتِ قلب اور نشاطِ قلب کی بہت ضرورت ہے، اور اس ثمّ خیراً میں یہ سب باتیں کافور ہو جاتی ہیں،

اور متعدد شیوخ کے ہاتھوں پر بیعت ہونے میں بھی یہی خرابیاں ہیں، شیخ بھی جانچ کر بنانا چاہیے تاکہ پھر کسی دوسرے کے یہاں نہ جانا پڑے، اور اختلافِ قوانین سے پریشانی نہ ہو، اور دونوں کے یہاں سے محروم نہ ہو، کیونکہ کسی شیخ کے دل میں تمہاری وقعت اور محبت نہ رہے گی، نعوذ باللہ من ذلک،

(۶۱)— طالب علم سے اگر استاد کی بے ادبی یا نافرمانی یا ایذا رسانی ہو جائے فوراً نہایت نیاز و عجز سے معافی چاہے، اور الفاظِ معافی کے ساتھ اعضاء سے بھی عاجزی وانکساری و ندامت ٹپکے، یہ نہیں کہ لٹھ مار دیا، کہ اجی معاف کر دو،

اگر دل میں ندامت ہوگی تو اعضاء سے بھی ندامت ٹپکے گی، اگر نہ بھی ہو تو بناوٹ ہی کر دے، اصل نہیں تو نقل ہی سہی مگر تاخیر نہ کرے، کیونکہ اگر اُستاد دنیا دار ہوگا تو تاخیر کرنے سے انکی کدورت بڑھ جائے گی، اور تمھارا نقصان ہوگا، اور اگر دیندار ہوگا تو گو وہ کدورت وغیرہ خرافات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے گا، کیونکہ اُس کا مشرب یہ ہوتا ہے ؎

آئینِ ماست سینہ چو آئینہ داشتن
کفرست در طریقتِ ما کینہ داشتن

بہ نشین در دلِ ویرانہ ام اے گنج مُراد
کہ من این خانہ بسودائے تو ویراں کردم

مگر رنج طبعی ہوگا، اور یہ بھی طالب کے لئے مضر ہوگا، کیونکہ اس حالت میں انشراحِ قلب نہ رہیگا، اور بغیر انشراحِ قلب نفع نہ ہوگا، اور تاخیر کرنے میں یہ بھی خرابی ہے کہ جتنی تاخیر ہوگی اتنا ہی حجاب بڑھتا جائے گا،

(۶۲)— طالبِ علمِ دین کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی عزت ہے، اور بڑا مرتبہ ہے

اسے گناہ پر جرأت نہ کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ خلافِ حیا، اور خلافِ مروّت ہے، کہ اللہ تعالیٰ تو ان کے لئے فرشتوں سے پَر بچھوائیں، اور وہ اللہ میاں کی نافرمانی کر کے انھیں ناخوش کریں، اور اللہ میاں اُن کے عیوب کو چھپا دیں اور یہ گناہوں کی کثرت کریں،

گر بپوشیمش ز بندہ پروری
تو چرا بے شرمی از حسد می بری

اور یہ بھی واضح رہے کہ جن کے رتبے زیادہ ہوتے ہیں اُن کو زیادہ مشکل ہوتی ہے ع

جن کے رُتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

ع نزدیکاں را بیشتر بود حیرانی

پس طلبہ کو چاہیئے کہ اپنے رُتبہ پر رہیں شعر

تو بر سر قدر خویش باش و وقار
بازی و ظرافت بہ ندیماں بگذار

(۶۳)—اگر استاد تقریر کے وقت اپنی طرف زیادہ متوجہ کرنا چاہے تو شوق و طلب زیادہ پیدا کرے، کیونکہ طالب ہی کی طرف مطلوب پہونچتا ہے ؎

ہر کجا پستی ست آب آنجا رود
ہر کجا دردے شفا آنجا رود

(۶۴)—بہت سی نعمتوں کو لوگ نعمت ہی نہیں جانتے، دن رات

پڑھنے میں مشغول رہنا بڑی نعمت اور بڑی عبادت ہی، بہت سے
بندے دن ورات فتنہ وفساد میں مشغول رہتے ہیں، نعوذ باللہ
من ذالک،

ہر نماز کے بعد اور رات کو بعد نماز دس پانچ منٹ اس کے
شکریہ میں خدا کی تعریف اور اس کی قبولیت اور اس کے نافع
دنیا ودین ہونے کے لئے تہہ دل سے دعا کریں، انشاء اللہ بہت
ترقی ہوگی، اللہ میاں کا وعدہ ہے:۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ،

اور اپنے قلب اور آنکھ کی حفاظت کریں، دل میں بری
خیالات نہ لائیں، اور آنکھ سے نظر بد نہ کریں، پھر انشاء اللہ
بہت بڑے ولی ہو گے، اگر کوئی نہ معتقد ہو تو نہ ہو مگر میں تو
ایسے طلبہ کی ولایت کا بڑا معتقد ہوں،

(٦٥)— چھوٹے پن کے استاد کو بعد اپنے بڑے ہو جانے کے بھی استاد
سمجھنا چاہیۓ، اور ان کا ادب لحاظ، خدمت بہت کرنی چاہیے،
بڑے استاد سے بھی اُن کا زیادہ ادب کرنا چاہیۓ، کیونکہ چھوٹے
نے تمھارے ساتھ زیادہ محنت کی اور بہت مغز مارا ہے،

حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم اپنے شروع کے
اساتذہ کا نام وعظ میں بیان فرما دیتے ہیں، تواضع ولیاقت اسی
میں ہے، اس کے خلاف میں تکبر اور ناشکری ہے، اور وعید
مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ میں داخل ہوتا ہے،

اور حضرت مولانا تھانویؒ ترتیبِ رتبہ والدین واستاد و پیر میں یوں فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ رتبہ باپ کا ہو بعد کو استادِ ظاہری کا پھر پیر کا، باپ موجدِ مادّہ ہے،، استاد مادہ کا ترتیب دینے والا، اور پیر مادّۂ مرتب پر نقشہ پھیرنے والا اور آراستہ کرنے والا ہے، اور ظاہر ہے کہ موجدِ مادّہ کا مرتبہ زیادہ ہونا چاہیئے،

(۶۶)—ہر دن، ہر ہفتہ میں یہ خیال کر لیا کرے کہ میں نے کیا ترقی کی اس سے پہلے دن اور پہلے ہفتہ میں مجھے کتنا علم تھا، اور اب کتنا ہے، اور کیا کیا باتیں زیادہ معلوم ہوئیں، اور جو زیادہ معلوم ہوئی ہوں انھیں ذہن میں اچھی طرح بٹھالے، اور اسی کے مطابق عمل کرے کیونکہ مقصود علم سے صرف عمل ہی ہے، ورنہ علم بغیر عمل کے کسی کام کا نہیں، بلکہ علم ہو اور عمل نہ کرے تو زیادہ گنہگار ہوگا،

(۶۷)—کسی طالب کی سمجھ اور حافظہ پر حسد نہ کرے، کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، ہاں دنیا و آخرت کا نقصان ہوگا، دنیا کا نقصان یہ کہ ہر وقت غم اور فکر میں رہے گا، اور دل منتشر رہے گا، اور انتشارِ قلب کے ساتھ نہ بات سمجھ میں آوے گی اور نہ پڑھی ہوئی یاد رہے گی، اس کے لئے فراغتِ قلب کی ضرورت ہے جس کو اس رسالہ میں بارہا لکھ چکا ہوں،

اور دین کا نقصان یہ ہے کہ حسد نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے

جیسے آگ لکڑی کو، اور حسد کرنا گویا کہ اللہ میاں کے کام میں عیب نکالنا ہے، کہ فلانا اس قابل نہ تھا، آپ نے غلطی کی، نعوذ باللہ منہ، صاحبو! دنیا کا دوست اپنے دوست کے غلط کام کو تاویل کر کے صحیح کرتا ہے تم کیسے دوست اللہ میاں کے ہو، کہ اللہ میاں ہی کے کام میں غلطی نکالتے ہو؟ توبہ کرو، اور اس خُلق بد کا علاج کرو، اور علاج یہ ہے کہ سوچو، کہ یہ کام فضول ہے، میرے حسد سے اس کی سمجھ اور حافظہ کم تو ہوگا نہیں، اور میری سمجھ اور حافظہ بڑھ تو نہ جائے گا، تو اس غم کے اٹھانے سے کیا نفع ہوگا بجُز تکلیف کے،

دوسرا علاج یہ ہے کہ جس چیز میں حسد ہو اس کے لئے اس میں ترقی کی دعاء کرو، کہ یا اللہ اس میں اس کو دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب ہو، اس سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ مرض جاتا رہے گا، اگر نہ جائے کسی اللہ والے سے رجوع کر کے دوسرا علاج کرو اور اس کو نکالو اور اپنے اوپر رحم کرو،

(٦٨) — جو باتیں معلوم نہ ہوں عدم علم کا اقرار کرلے، عدم علم کا اقرار کرنا علم ہے اور بنانا تکبر کی بات ہے،

(٦٩) — قاعدوں کی اور مسئلوں کی تقریر آپس میں اور استاد کے سامنے کرلیا کریں، تاکہ قواعد محفوظ ہوں، اور زبان میں گویائی آدے، ورنہ زبان سے مطلب کو ادا نہ کرسکے گا،

(٧٠) — شعرذیل کو عربی خواں طلبہ یاد کرلیں، اور ہر ایک کی گردان صغیر وکبیر خوب یاد کرلیں اور تعلیلیں بھی خوب مشق کرلیں، اور گردان میں اس کا بھی خیال رکھیں کہ ثلاثی مجرد ومزید دونوں کی گردانیں، اور تیسیر المبتدی کے مصادر یاد کرکے اُن کی گردانیں بھی مشق کرلیں، وہ شعر یہ ہے ؎

صحیح ست ومثال ست ومضاعف
لفیف وناقص ومہموز واجوف

اور ادب کے لئے جہاں تک ہوسکے عربی اشعار یاد کرلیں خصوصًا اشعار دعائیہ وصلوٰتیہ تاکہ ادب بھی آجائے، اور مغز عبادت جو دعا ہے وہ بھی حاصل ہوجائے ؛

تمام شد نصائح بابِ دوم

باب سوم

در نصائح کاتبین

تعداد نصائح

۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) اول سے آخر تک خطاب مکتوب الیہ کا یکساں رہے، یہ نہیں کہ کہیں چھوٹا کہیں بڑا کر کے لکھے کیونکہ اس میں بدتہذیبی ہے، اور یہ خیال رکھے کہ جس کو خط لکھا گیا ہو اس کا دل پریشانی میں نہ پڑے، حرف بہت صاف ہو لفظ یا مطلب سمجھنے میں دقت نہ ہو،

(۲) پہلے خط کے مضمون کا حوالہ نہ دے، اگر ضرورت ہو دوبارہ پھر لکھے، اس لئے کہ شاید یاد نہ ہو اور پتہ برابر لکھتا رہے، جب تک یقین نہ ہو جائے کہ مکتوب الیہ کو میرا پتہ یاد ہو گیا، پہلا پتہ شاید گم ہو گیا ہو، اور مضمون میں تکلف نہ کرے، جو مضمون دل میں ہو جھٹ لکھدے، اور جواب کے لئے جگہ چھوڑ دے، زیادہ جواب ہو تو لفافہ روانہ کر دے، ورنہ جوابی کارڈ،

(۳) پتہ خوب واضح ہو، کسی دوسرے کے پتہ کے ساتھ اشتباہ نہ ہو، بعض دفعہ مجیب دوسرے کو سمجھ کر بے تکلفی کے مضامین لکھدیتا

اور بعد معلوم ہونے کے سخت نادم ہوتا ہے،

(۴)— دوسرے شخص کے متعلق اگر کوئی بات کہنا ہو یا خبر دینا منظور ہو تو ایسے الفاظ سے مطلب ادا کرے جس سے اس دوسرے کی ذلت و حقارت نہ ہو، کیونکہ اپنے کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا سب سے بُری خصلت ہے ؎

ہے بُرا، اچھا جو سمجھے آپ کو
اور بالا سب پہ کھینچے آپ کو
مردمِ دیدہ سے سیکھ امداد تو
سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

(۵)— قلم، پنسل ایسی جگہ نہ رکھے کہ پھر ڈھونڈھنے میں تکلیف ہو اور ملے بھی نہیں، جیسے چھپر یا ٹٹی وغیرہ میں نہ رکھے، کیونکہ گم ہو جانے کا احتمال ہے،

(۶)— خطوں پر تاریخ ضرور لکھے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ خط کب کا ہے، اور یہ دریافت ہو سکے کہ پہلے کا کون ہے، اور پیچھے کا کون ہے، اگر مکتوب الیہ یا اور کوئی شخص سب خطوں کو طلب کرے تو سب کو سلسلہ وار رکھ کر سب پر نمبر لگا کر روانہ کرے، تاکہ طالب کو دقت سلسلہ دریافت کرنے کی نہ پڑے،

(۷)— جواب کے لئے اگر ٹکٹ روانہ کرے تو کاغذ پر ذرا سا چپکا دے، تاکہ کھولنے کے وقت کہیں اُڑ نہ جائے، اور مکتوب الیہ کو ڈھونڈنا

نہ پڑے یا ٹکٹ نہ رہا ہو اور وہ سمجھے کہ شاید رہا ہو گا تو وہ گھر سے تاوان دے،

(۸) خط میں یا بولنے میں ایسا لفظ نہ استعمال کرے کہ مخاطب یا مکتوب الیہ کچھ کا کچھ سمجھ جائے، مثلاً خادم کا لفظ ایسا شخص نہ استعمال کرے جو مخاطب یا مکتوب الیہ کا مرید نہ ہو،

(۹) اگر بہت سی باتوں کے متعلق کچھ دریافت کرنا ہو تو سبھوں پر نمبر لگا دے تاکہ مجیب کو آسانی ہو، اور نمبر کے حوالہ سے جواب دیدے،

(۱۰) پتہ اپنا صاف لکھے، اور اگر جواب کے لئے لفافہ روانہ کیا ہو تو اس پر اپنا پتہ آپ لکھ کر روانہ کرے تاکہ مکتوب الیہ کو آسانی ہو، اور راحت ہو، خصوصاً جب مکتوب الیہ اپنا مخدوم ہو، کیوں کہ راحت رسانی بڑا ادب ہے،

(۱۱) اگر خط میں مسئلہ وغیرہ دریافت کرنا ہو تو ایک خط میں دو مسئلوں سے زیادہ نہ دریافت کرے، کیونکہ اگر بہت سی ڈاک اُس کے پاس ہو گی تو پھر تمہارے خط سے اس کو فرصت نہ ملے گی، اور دل کا جواب کب دے گا، اور اگر تمہارا خط امانت رکھ دے تو امانت کا بار کون اٹھائے گا، اور اپنے دل کو اس کے ساتھ کون مشغول رکھے گا، اللہ والوں کو تو بہت ہی بار ہو گا ؎

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
ترسم کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

وہ اپنے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو ایک منٹ کے لئے جگہ دینا پسند نہیں کرتے اُن کا مقولہ ہے ؎

بنشیں در دلِ ویرانہ ام اے گنجِ مراد

کہ من این خانہ بسودائے تو ویراں کردم

(۱۲) — عبارت کا مطلب کھلا ہوا رہے مکتوب الیہ کو پوچھنا نہ پڑے، مکتوب پر دوبارہ نظر کرلے، تاکہ غلطی وغیرہ نہ رہے، تحریر میں عربی فارسی کے الفاظ نہ بھرے، اس لئے کہ شاید مکتوب الیہ یا قاری اس لیاقت کا نہ ہو، اور حروف جوڑ دار رہیں، کہیں چھوٹے کہیں بڑے نہ رہیں اس سے مکتوب الیہ نازک مزاج کو تکلیف ہوگی،

(۱۳) — خط میں تاریخ لکھتے وقت مکتوب الیہ کی دلچسپی کا خیال رکھنا ضروری ہے، مثلاً کسی عالم کے پاس انگریزی تاریخ اور کسی جنٹلمین کے پاس جبکہ اپنی حاجت یا معاملہ کے متعلق خط لکھنا ہو عربی تاریخ نہ لکھے، کیونکہ اس میں دونوں صاحبوں کو الجھن ہوگی، اگر نہیں تو دونوں لکھے، جیسے تاریخ فلاں مئی مطابق فلاں ماہ عربی کے، تاکہ تاریخ ملانے کی ضرورت و تکلیف مکتوب الیہ کو نہ ہو،

(۱۴) — خط کے جواب میں تاخیر نہ کرے جہاں تک ہوسکے جلدی کرنا چاہئے، اور جواب پورا دینا چاہئے، یہ نہیں کہ دو باتوں کا جواب لکھدیا اور چار باتوں کا چھوڑ دیا، اس میں طالبِ جواب کو بہت پریشانی ہوتی ہے، چاہئے کہ طالب کے خط پر ہی ہر بات

کا جواب سوال کے سامنے لکھتا جائے، اگر دوسرے کاغذ پر جواب لکھنا ہو تو خط جواب طلب کو سامنے رکھ لے، یا مضمون جواب طلب کو نوٹ کر لے، تا کہ ہر باتوں کا جواب آسانی سے تحریر کر سکے،

اور اگر جواب کے لئے کارڈ یا لفافہ نہیں روانہ کیا ہے، تو ضابطہ کے برتاؤ سے اگر جواب نہ دے تو مضائقہ نہیں، لیکن اگر کسی دوست یا عزیز کا خط ہو تو بہتر ہے کہ جواب دیدے،

صفحہ کے اوّل و آخر میں یعنی داہنے بائیں جگہ چھوڑ کر لکھیں، تا کہ سینے کے وقت حروف دب نہ جائیں، اور پڑھنے میں دقت نہ ہو،

(۱) جو واقعہ پورا نہ لکھنا ہو اس کا ذکر اجمالاً بھی خط میں نہ لکھا جائے، مثلاً کسی نے تحریر کیا کہ یہاں دو واقعے ہوئے ہیں، اور ایک واقعہ کو اس نے تحریر کیا، اور دوسرے کی نسبت کچھ نہ تحریر کیا تو اس سے مکتوب الیہ کو اُلجھن ہوگی، اگر ایک ہی واقعہ لکھنا چاہتا ہے تو دوسرے کا ہر گز نہ اظہار کرے، بلکہ یوں لکھدے کہ یہاں یہ ایک واقعہ ہوا ہے، اور واقعہ کی تفصیل کر دے،

(۱) دوسرے کا خط نہ کھولے اور نہ پڑھے، بعض دفعہ علاوہ گناہ تجسس کے اپنے کو مضامین کے معلوم ہو جانے سے سخت پریشانی ہوتی ہی، اور جمعیتِ قلب کافور ہو جاتی ہے،

(۱) خط کے مضامین کو بھی مکتوب الیہ و نیز جس کو واقفیت ہو جائے

امانت سمجھیں، اس کے بھیدوں کی وتنی ہی حفاظت کریں، جتنی زبانی بھیدوں کی،

(۱۸)— کسی کا خط اگر لادے تو خود اس کے ہاتھ میں دے، اگر دوری کی وجہ سے نہ جاسکے یا اور کسی وجہ سے، تو ڈاک میں روانہ کرے، کسی کے ہاتھ میں نہ دے، شاید اس سے دشمنی ہو، اور وہ خط دینے والے کے بھید پر واقف ہو کر اس کا کام خراب کردے، ورنہ انکار کردے کہ میں نہ لے جاؤں گا ڈاک میں بھیجدو،

(۱۹)— اگر خط لکھے تو پورے صفحہ پر پوری سطر لکھے، ایک صفحہ میں کئی قسم کی چھوٹی بڑی سطریں نہ بنادے، مکتوب الیہ کو سلسلہ ڈھونڈنے میں پریشانی ہوتی ہے،

(۲۰)— کاتب کو چاہئے کہ گھسیٹ کبھی نہ لکھے اس خیال سے کہ میں پھر پڑھ لوں گا، اور صاف کرلوں گا، بعض بات خیال سے اُتر جاتی ہے اور گھسیٹ پڑھا نہیں جاتا، بس وہ بات ہی رہ جاتی ہے،

(۲۱)— پنسل، کاغذ اپنے پاس رکھے، جب کوئی بات ذہن میں ایسی آجائے کہ جس کو محفوظ رکھنا یا پوچھنا چاہتا ہو اُسے نوٹ کرلے، اور نوٹ بک الگ بنالے، اگر متفرق کاغذوں میں نوٹ کرے تو سب کاغذوں کو ایک جگہ رکھے، تاکہ کوئی نوٹ گم نہ ہوجائے،

(۲۲)— بیرنگ جواب نہ منگادے، بعض دفعہ مجیب پر تاوان پڑجاتا ہے مثلاً جواب منگا کر آپ کہیں چلا گیا، جواب بیرنگ آیا، اور واپس

گیا، اور مجیب کو محصول ادا کرنا پڑا اگر مجبوراً کبھی ایسا کرنا پڑے، تو جواب بیرنگ کے لینے کا بہت اہتمام کرے لوٹنے نہ پاوے،

(۲۳)— مکتوب الیہ کو عموماً اور مکتوب الیہ مخدوم کو خصوصاً سلام و پیام پہونچانے کی تکلیف نہ دے، کہ فلاں سے سلام کہدیجئے گا اور فلاں سے پیغام کہدیجئے گا، یہ بے ادبی کی بات ہے، بلکہ یوں چاہئے کہ ایک کارڈ اس کے پاس بھیجدے جس کو سلام و پیغام لکھا ہے،

(۲۴)— کسی کاتب کے پاس جب وہ کتابت میں توجہ کے ساتھ مشغول ہو نہ بیٹھے اس سے اُس کو پریشانی ہوگی، اور اس کا کام بگڑ جائیگا اور کسی کام کرنے والے کے پاس یا وظیفہ وظائف پڑہنے والے کے پاس نہ جانا چاہئے اس سے سخت اُلجھن ہوتی ہے،

(۲۵)— جو کام مکتوب الیہ کے مناسب نہ ہو اس کی فرمائش نہ کرے، اور جو باتیں مکتوب الیہ کے مزاج کے خلاف ہوں انھیں نہ تحریر کرے مثلاً کسی شیخ یا درویش کے پاس اخباری خبریں اور ایسے ویسے قصے حکایتیں نہ لکھے، کیونکہ ان کو ایسی باتیں پسند نہیں ہوتیں، بلکہ اس سے نفرت ہوتی ہے، اُن کا مشرب اشعار ذیل ہیں ؎

ماقصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم ... از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ہرچہ جز ذکر خدائے احسن ست ... گر شکر خوار یست آں جاں کندن ست

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام ... شیر و شکر می شود جانم تمام

الٰہی دل میں مرے غیر کا اثر نہ رہے
سوائے تیرے کسی پر مری نظر نہ رہے
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو
الٰہی رہوں اک خبر دار تیرا

(۲۶)— اپنے مخدوم کے پاس جوابی رجسٹری نہ روانہ کرے، کیونکہ اس میں شبہ ہوتا ہے کہ کاتب مکتوب الیہ پر مکر جانے کا اور جھوٹ بولنے کا شبہ رکھتا ہے، اور یہ بڑی بے ادبی ہے،

(۲۷)— اپنے پیر کے پاس کم از کم مہینہ میں ایک خط روانہ کیا کرے، اگر کچھ حال نہ ہو تو کم از کم اتنا ہی لکھدے کہ میں خیریت سے ہوں، آپ کی خیریت چاہتا ہوں، اس سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوگا،

(۲۸)— اگر کوئی خط لکھ رہا ہو تو اس کے پاس بیٹھکر آنکھوں کے کونوں سے پڑھنا تجسس ہی، اور کوئی کاغذات کسی کے پاس رکھے ہوں تو انھیں نہ پڑھے، کسی کی کتاب میں کاغذ ہو تو وہ بھی نہ پڑھے،

(۲۹)— کسی کی کاپی یا خط میں سے سادہ کاغذ پھاڑ کر نہ لکھے، اس میں علاوہ اس کے کہ دوسرے کا کاغذ بلا اجازت استعمال کیا، دوسرے کی چیز بگاڑنے کا اور اس کو صدمہ پہنچانے کا گناہ علیحدہ ہوگا،

(۳۰)— کسی نابالغ سے کاغذ مانگ کر خط یا تعویذ نہ لکھے، کیونکہ اس کا

استعمال جائز نہیں، اور کسی کاغذ پر بے واقعہ دیکھے اپنی گواہی نہ لکھو۔ کیونکہ یہ جھوٹ ہے،

(۳۱) — جو لفظ جس حرف سے لکھا جاتا ہو اسی سے لکھے، بعض دفعہ حرف کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں، اور مکتوب الیہ کچھ کا کچھ سمجھ جاتا ہے، مثلاً قلبؔ و کلبؔ ، پہلے کے معنی دل کے ہیں دوسری کے معنے کتے کے ہیں، اس صورت میں اگر حرف بدل دیا جائے اور بجائے قافؔ کے کافؔ لکھ دیا جائے تو مکتوب الیہ کیا سمجھے گا،

(۳۲) — ایک لفظ کے کچھ حرف ایک سطر میں اور کچھ دوسری سطر میں نہ لکھے مثلاً جوتا، جوؔ پہلی سطر کے آخر میں اور تاؔ دوسری سطر کے شروع میں، اس سے الجھن ہوتی ہے، اور مطلب بھی بعض دفعہ خبط ہو جاتا ہے، اور سخت پریشانی ہوتی ہے،

(۳۳) — اور مرکب اضافی اور توصیفی اور امتزاجی کے دونوں جزو ایک جگہ ہونے چاہئیں، اور ایک جزو پہلی سطر میں اور ایک جزو دوسری سطر میں نہ ہو، مثلاً غلامِ زیدؔ اور مردِ عالم اور خدمتؔ گار ایک جگہ رہیں، دو جگہ لکھنے میں الجھن ہوتی ہے، اور مطلب خبط ہو جاتا ہے، جس بات میں اشتباہ کا شبہ ہو اس کا فیصلہ کر دینا چاہیے، اگر نقطہ نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے حرف سے ملتا ہو تو وہاں نقطہ ضرور دیدے، تاکہ گافؔ کافؔ نہ ہو جائے، ان باتوں کا بہت خیال رکھے،

(٣٤) جیسے مرکب کو علیحدہ نہ لکھنا چاہیے ویسا ہی یہ بھی ضروری ہے کہ بہت سے مفردات کو مرکب کرکے نہ لکھے، اس سے بہت الجھن ہوتی ہے، اور بعض دفعہ پڑھا ہی نہیں جاتا ہے، اور بعض دفعہ بڑی دقت سے پڑھا جاتا ہے، کسی کو پریشان کرنا سخت گناہ ہے، مثلاً روبکاری، کچہری، کلکٹری، ضلع بریلی کو اس طرح لکھنا،

روبکاریکچہریکلکٹریضلعبریلی،

(٣٥) اگر کوئی ناجائز بات خط میں لکھاوے، تو صاف انکار کردے، کہ میں اس کو نہ لکھوں گا، یہ نہ خیال کرے کہ انکار کرنے سے اسکی دلشکنی ہوگی، کیونکہ ناجائز کام کرنے سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوں گے، تو آدمی کو خوش کرنا اور اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرنا کیسی بُری بات ہے ؎

بقولِ دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

(٣٦) جس بات کی تقریر حرام ہے، اس کی تحریر بھی حرام ہے، مثلاً غیبت تقریراً وتحریراً دونوں طرح حرام ہے، حفظنا اللہ منہا وایاکم،

(٣٧) کوئی بات بغیر تحقیق خط میں کسی کے بارے میں نہ لکھے، خاصکر موت وحیات، خوشی وغمی کی خبریں ہرگز نہ لکھے، اس لئے کہ خوشی کی خبر اگر غلط ہوئی تو بعد خوشی کے سخت غم ہوگا، اور غم

اور موت کی خبر تو اوّل ہی میں پریشان کر دے گی، یہ بات مسلمانی کے بالکل خلاف ہے، حدیث میں آیا ہے:۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ "یعنی مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں"۔

اور یہ بھی آیا ہے:۔

اِنْ تُحِبُّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا۔ "یعنی دوسروں کے لئے وہی بات پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تب مسلمان ہوگا"۔

ان دو حدیثوں کا اگر انسان عامل بن جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت میں حقوق العباد کا سوال نہ ہوگا، اور شعر ذیل بھی قابلِ وظیفہ بنانے کے ہے ؎

مباش درپئے آزار و ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

ع

آنچہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

(۳۸) بالغین اور قریب البلوغ کو نامحرم عورتوں کے گھروں میں جا کر تنہائی میں اُن کے خطوط لکھنا اور ان سے بات چیت کرنا حرام ہے، اور اس میں علاوہ بات چیت کے خلوت بالاجنبیہ بھی ہے، جو سخت حرام ہے، اور سخت مضر ہے، شیطان کا مقولہ ہے کہ

اگر حضرت جنید بغدادیؒ ایسا مرد اور حضرت رابعہ بصریؒ ایسی عورت خلوت میں ہو جائیں تو میں دونوں کے اندر خیالات بُری پیدا کر کے دونوں کا مُنہ کالا کر دوں (نعوذ باللہ منہ)

یہ نہ خیال کرے کہ میرے اندر تو یہ خیالات نہیں ہیں، کیوں کہ ابھی نہیں ہیں تو پھر ہو جائیں گے، اور یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ میرے اندر نہیں ہیں تو عورت کے اندر ہوں گے کیونکہ جیسے جوان اور ادھیڑ اور بوڑھے مردوں کو جوان عورتوں کا دیکھنا اور ان سے باتیں کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی نوجوان مردوں سے باتیں کرنا اور انھیں دیکھنا اچھا معلوم ہوتا ہے،

تو اس کے باعث تو تم ہی ہوئے، اور اس باعث بننے کا گناہ تم کو ہوگا، یہ سب شیطان کے حیلے ہیں، عورتوں سے صاف کہدو کہ میں تمھارے یہاں آکر خط نہ لکھوں گا، اپنے شوہر یا اور کسی سے مضامین کہلا بھیجو میں خط لکھ دوں گا،

(۳۹) — خط جواب طلب کا جواب اگر کسی عذر سے فوراً نہیں دیا گیا تو اس خط کو حفاظت سے رکھنا چاہیئے، اور ایسی جگہ رکھنا چاہیئے جہاں اکثر نظر پڑا کرتی ہے، ورنہ یا تو خط گم ہو جاوے گا، یا دیر میں نظر کے سامنے پڑے گا، اور طالبِ جواب کو انتظار کی کلفت اٹھانا پڑے گی،

(۴۰) — ہر شخص کو چاہیے کہ ما یجب فیہ الوصیۃ یعنی جن جن باتوں کی وصیت اُس پر واجب ہے انھیں لکھتا رہے، اور اگر کسی واجب سے براۃ ہو جائے، اُسے کاٹتا رہے، تاکہ بعد مرنے کے دھوکا نہ ہو، یعنی کسی کے ذمہ تمھارا نہ باقی رہے اور نہ تمھارے ذمہ، ورنہ تمھارا پہلا لکھا ہوا دیکھکر اس سے تقاضا کریں، اور اس پر ظلم کریں، اور حالانکہ تم لے چکے ہو، مگر تم نے کاغذ میں اس کا نام کاٹا نہیں، یا تمھارے ذمہ کسی کا باقی تھا، اور تم ادا کر چکے تھے مگر کاغذ سے کاٹا نہیں، اور تمھارے ورثہ نے تمھارا پہلا لکھا ہوا دیکھ کر تمھارے قرضخواہ کو دیدیا، تو تمھارے ورثہ کا نقصان ہوا،

اگر لکھا ہوا معاملہ رہے گا تو کوئی وارث جسے اللہ تعالیٰ توفیق دیں تمھیں انشاء اللہ تعالیٰ بری الذمہ کر دیگا، اگر نہ لکھا رہے گا تو رہا مواخذہ تمھارے ذمہ بغیر جانے کون بری کرے، اور حدیث ذیل کا عامل بنے، اور اس کے معنی میں غور کرے، اور اس کی فضیلت کی رغبت کرے :-

حدیث :- مَنْ مَاتَ عَلٰى وَصِيَّةٍ مَاتَ عَلٰى سَبِيْلٍ وَّسُنَّةٍ وَمَاتَ عَلٰى تُقًى وَّشَهَادَةٍ وَمَاتَ مَغْفُوْرًا -

"یعنی جو شخص وصیت کر کے مرا اس کی موت سنت اور تقویٰ اور شہادت پر ہوئی، اور وہ شخص ایسی حالت میں مرا کہ بخش دیا گیا" (ذکرہ صاحب المشکوٰۃ فی باب الوصایا نقلہٗ عن ابن ماجہ)،

رَبِّ اَدْخِلْنَا بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الْعَامِلِیْنَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَیَاتِیْنِیْ الْمَوْتُ عَلٰی هٰذِهِ الْحَالَۃِ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ

تمام شد نصائح باب ۳ سوم

بابؔ چہارم

در نصائح عامۂ مومنین

تعدادِ نصائح

۲۰۰

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

(۱) — وقت ملاقات و رخصت کے السلام علیکم کہیں، اگر مجمع ہو، اور مصافحہ کا موقع نہ ہو تو محض سلام پر کفایت کریں، بیٹھنے کی جگہ باقاعدہ ایک طرف سے بیٹھیں، بیچ میں جگہ نہ چھوڑیں، نظر نیچی کر کے چلیں، پیشاب وغیرہ کنارے آڑ میں کریں، اور کلوخ بھی وہیں لیکر کپڑا سنبھال کر سامنے لوگوں کے آدیں، بات ذرا زور کے ساتھ کریں اور صاف کریں، کہ سننے والا سُن لے، اور سمجھ لے،

ہاتھ دھو کر اور صاف کر کے تب برتن میں ڈالیں، اور کھانے پینے کے برتنوں کو چھپا کر رکھیں، اگر کوئی کام کرنے کو کوئی کہے تو کام کر کے بعد کو اطلاع بھی دیدیں تاکہ کہنے والے کا انتظار جاتا رہے اگر دو آدمی باتیں کرتے ہوں تو بیچ میں نہ بولے، جب تک اس سے کوئی بات نہ پوچھی جائے،

اپنی اشیاء استعمالی کو ایک خاص جگہ انتظام سے رکھیں، اور

کسی شخص کے استعمال کی چیزوں کو بھی خاص جگہ رکھنا چاہئے، تاکہ کسی کو دقت تلاش کی نہ ہو،

(۲) اگر کوئی بات کہنے کے لئے تمہیں مخاطب کرے تو اس کی طرف مُنہ کر کے توجہ کے ساتھ سنو، تاکہ اچھی طرح سُن لو اور سمجھ لو، اور بعد سُن لینے کے اگر کچھ کام کرنے کو یا کچھ کہنے کو کہا ہو اور اس کا کہنا یا کرنا جائز ہو، اور تم کر بھی سکتے ہو تو جواب میں بہت اچھا کہو، اور اگر ناجائز ہے تو اچھے سلیقہ سے انکار کر دو، اور اگر کچھ کرنا یا کہلانا نہ مقصود ہو بلکہ ایک عمدہ بات بتلادے تو جواب میں ماشاء اللہ، سبحان اللہ خندہ پیشانی کے ساتھ کہو تاکہ بات کرنے والے کا جی خوش ہو جائے،

(۳) جس جگہ ذکر اللہ ہوتا ہو وہاں جاکر السلام علیکم نہ کہو، بلکہ ایک جگہ چُپ چاپ بیٹھ جاؤ،

(۴) سونے والے کے پاس شور نہ کرے، آہستہ بات کرے اور آہستہ چلے تاکہ سونے والا نہ جاگے،

(۵) بڑوں کے سامنے چوپڑ مار کر تکبر کی ہیئت پر نہ بیٹھے، بلکہ عاجزی اور شکستگی کے ساتھ بیٹھے، اور ناک وغیرہ کنارے جاکر صاف کرے، تاکہ کسی کو گھن نہ معلوم ہو،

(۶) چلنے کے وقت مٹکے چال نہ چلے، بلکہ کسی قدر تیزی سے قدم رکھے، جیسے کوئی اوپر سے نیچے کو چلتا ہے، (کیونکہ پہلی چال متکبروں کی ہے،

(۷) اگر بات نہ سمجھے تو پھر پوچھ لے، بے سمجھے جی ہاں، بہت اچھا نہ کہو، اگر اندھیرے یا آڑ کی وجہ سے آواز یا چال سے کوئی نہ پہچانے اور دریافت کرنے کے لئے پوچھے کہ کون ہے تو یہ نہ کہے کہ میں ہوں، بلکہ اپنا نام بیان کرے کہ میں فلاں ہوں، مثلاً محمد خلیل،

(۸) راستہ سے ایذا، وتکلیف کی چیزوں کو ہٹا دے، یہ ایماندار کا کام ہے، کسی سے کوئی بات کہے تو اسے اچھی طرح سمجھا دے، اور پوچھ لے کہ سمجھ گئے یا نہیں، تاکہ اس کام کے کرنے میں غلطی نہ کرے،

(۹) جس سے کوئی چیز لو جب دو تو اس کے ہاتھ میں دو، جب گھر میں جاؤ تو السلام علیکم کہو، اور جب نکلو تب بھی السلام علیکم کہو، اس سنت پر لوگوں نے عمل چھوڑ دیا، اس کے جاری کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا، موافق وعدہ حدیث،

(۱۰) کسی سے اگر بات کرنی ہو یا بات سُننی ہو تو نظر ڈال کر بات نہ کرے، نہ سُنے، بلکہ نظر دبا کر اور ذرا نیچے کر کے باتیں کرے، اور سُنے، اس لئے کہ نظر لڑانا بے شرمی کی بات ہے، آدمی کو ایسی حیاء سے رہنا چاہئے جیسے کنواری لڑکی حیاء سے رہتی ہے، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں کنواری لڑکی سے زیادہ حیا تھی، عورتوں اور امردوں سے تو بالکل ہی نہ لڑانا چاہئے، اس خیال سے بھی کہ مبادا ان کی نگاہ کا تیر یکایک یا رفتہ رفتہ

دل پر اثر نہ کر جائے ورنہ جان آفت میں آجائے گی، اور دنیا اور آخرت برباد ہوگی مجاہدہ نہ کر سکے گا یا بہت ہی مشکل ہوگا،

(۱۱) فرش یا چٹائی وغیرہ ایسی جگہ نہ جھاڑیں جہاں لوگ بیٹھے ہوں بلکہ کنارے لیجا کر جھاڑیں تاکہ کسی پر گرد و غبار نہ پڑے، اور وہ پریشان نہ ہو، کسی بیٹھنے والے کے پاس اگر چٹائی یا فرش بچھانا ہو تو آہستہ بچھائیں تاکہ گرد و غبار نہ پڑے،

(۱۲) بدن اور کپڑے کو صاف رکھیں، اللہ تعالیٰ صفائی کو پسند کرتے ہیں،

(۱۳) چاقو وغیرہ بند کر کے ہاتھ میں دے، کسی کا کپڑا جوتا وغیرہ پیر سے نہ ہٹا دے، یہ تکبر کی بات ہے،

(۱۴) روپیہ یا کوئی چیز کسی کو دینا ہو تو ہاتھ میں دے پھینک کر نہ دے، کیونکہ اس میں جس کو چیز دی گئی، اس کی بیقدری ہے،

(۱۵) اگر کوئی برتن گلاس وغیرہ کسی کے ہاتھ میں دے تو جب تک وہ چھوڑنے کو نہ کہے تب تک نہ چھوڑے، ایسا نہ ہو کہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے اور دوسرے کے ہاتھ بھی نہ آوے اور نقصان ہو جاوے،

(۱۶) اگر کسی کو کچھ دے تو داہنے ہاتھ سے دے، اگر لوگ جماعت پڑھنے کے لئے آمادہ ہوں تو سنت نہ پڑھنا چاہئے، اور اگر پڑھے تو ایسے موقع پر پڑھے کہ اس کی وجہ سے کسی کو انتظار نہ کرنا پڑے، اور خلجان نہ ہو،

اگر کسی کو اپنا متبوع بناوے تو اگر کہیں جاوے تو اس سے اطلاع کر کے جاوے، کیونکہ بلا اطلاع جانے سے متبوع کو پریشانی ہوگی، اور ممکن ہو کہ جہاں تم گئے ہو وہیں اس کا کوئی کام ہو اور اگر جانا ہی ہے تو اگر کوئی چیز متبوع کی تمہارے پاس ہے تو اسے بتلا کر یا دے کر جاؤ، نہیں تو ڈھونڈھنے میں سخت پریشانی ہوگی،

اگر کسی سے ملاقات کرنا ہو تو ایسے وقت ملے کہ اسے فرصت ہو، اور اس کے آرام و کام میں خلل نہ پڑے،

راستہ میں کپڑا چادر سنبھال کر چلے، زمین پر گھسیٹتا ہوا نہ چلے، اس میں کپڑے کی گندگی ہے، اور بے تمیزی بھی،

کسی کی کاپی وغیرہ سے کاغذ بلا اجازت ہرگز نہ لے، گو یہ معمولی چیز ہو، مگر مالک کو بعض دفعہ بہت تکلیف ہوتی ہے، چیز کے چلے جانے سے یا بگڑ جانے سے،

غسل وغیرہ کر کے اگر کپڑا وغیرہ دھوئے تو اس کو اپنے سامنے پھیلا دے نظر کے سامنے نہ رہنے سے بھول جائے گا، ایسا واقعہ مجھے پیش آیا، اور بعد سوکھنے کے اپنے پاس رکھ لے، یہ نہ کہے کہ فلاں جگہ سے آ کر لے لوں گا، کیونکہ فلاں جگہ جا کر بھول جائے گا، اور کپڑا گم ہو جائے گا،

کوئی خبر خوشی یا غمی کی کسیکو بلا تحقیق و بلا ضرورت نہ کرے،

اگر کوئی شخص کوئی کام کرنے کو کہے تو جتنا کرنے کو کہو وتنا ہی

کرے اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ کرے،

(۲۴)— اگر کوئی کام کرنے کو کہے تو خوب سمجھ کر کام کرنے کو جائے تاکہ کام ہوجائے، اور پریشانی نہ ہو، اور بعد کرنے کے پھر اطلاع بھی دیدے کہ میں نے کام کردیا تاکہ اس کا انتظار جاتا رہے، اور خود بھی سبکدوش ہوجائے،

(الحاصل) جہاں تک ہوسکے اپنے قلب کو اور دوسروں کے قلب کو فارغ رکھے، کیونکہ فراغتِ قلب بڑی دولت ہے، اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو نصیب کرے، آمین،

(۲۵)— اگر کوئی آڑ سے پکارے تو فوراً جواب دے کہ میں نے سُن لیا، آرہا ہوں، ایسا نہ کرے کہ چُپکا ہو رہے، اور وہ پکارتا رہے،

(۲۶)— اگر کِسی کا پیغام ہو یا کوئی کام ہو تو اصل مالک سے پیغام یا کام کہے دوسرے سے نہ کہے، شاید وہ کسی دوسرے کو مطلع نہ کرنا چاہتا ہو،

(۲۷)— پیر کا تلوا ہاتھ سے نہ صاف کرے اور نہ جُوتے کا تلا ہاتھ سے پکڑے، یہ لطافت کے خلاف ہے،

(۲۸)— کھانے اور پینے کے وقت نہ ہنسے، اور نہ بک بک کرے، کھانے کی طرف خیال رکھے، اور جلدی جلدی کھائے، ہنسنے میں جان کا خطرہ ہے، اور بکواس اور تاخیر میں نعمت کی بیقدری ہے، اور ناک وغیرہ نکل آنے کا احتمال ہے جس سے گھن ہوگی،

(۲۹)— اگر کوئی اپنے ساتھ میں ہو اس کی راحت کا بہت خیال رکھے، نہ اس کو چھوڑ کر چلتا ہو اور نہ اس کو کھڑا کر کے کسی سے زیادہ بات چیت کرے، کیونکہ اس سے ساتھی کو الجھن ہوگی، کسی کو اپنے ساتھ بلا ضرورت کہیں نہ لے کر جائے، کیونکہ شاید کوئی کام اسے پیش آجائے، اور دیر ہو تو ہمراہی کو الجھن ہوگی،

(۳۰)— اگر کوئی ہاتھ دُھلا دے تو دھونے والے کو چاہئے کہ ہاتھوں کو بیٹھ کر دھودے، اور دُھلانے والے کو چاہئے کہ پانی قریب سے چھوڑے تاکہ زمین سے چھینٹیں اُڑ کر نہ پڑیں،

(۳۱)— اپنی طاقت سے زیادہ کام نہ کرے، اور اپنی صحت کا بہت خیال رکھے، اس لئے کہ صحت ہی پر تمام کام دنیا و دین کے موقوف ہیں،

(۳۲)— اگر نامناسب کام ہوجائے یا مناسب کام رہ جاوے اور اس وجہ سے تردّد دل میں ہے کہ شاید ہو جانا یا رہ جانا بُرا تو نہیں ہوا، تو اس میں یہ دیکھ لے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناراضی تو نہیں ہوتی، اگر نہیں ہوئی تو بالکل بے فکر ہوجائے، اور اگر ہوئی تو توبہ و استغفار کر کے بالکل بے فکر ہوجائے،

(۳۳)— اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو سب کی رضامندی پر مقدم رکھے، اور اس کی ناخوشی کو سب کی ناخوشی سے سخت سمجھے،

(۳۴)— شہوت اور غصہ جس کام کو کہے اُس کام کو ہرگز نہ کرے، کیونکہ اُس کے کہنے پر عمل کرنے والا ہمیشہ نادم و متفکر و متردّد و مغموم رہتا ہے

اور شہوت کا تو یہاں تک خیال رکھے کہ بیوی سے بھی بدون سخت
تقاضہ کے ہمبستر نہ ہو ؎

بہ بے رغبتی شہوت انگیختن
بہ رغبت بود خونِ خود ریختن

کسی نے خوب کہا ہے **شعر**

احفظ منيك ان يصيب فانه
ماء الحيوة يصب فى الارحام

(۳۵) ــــ ہر کام کے وقت اس کے انجام کو سوچ لے، **شعر**

ہر وہ عاقل جو کہ آغاز میں سوچے انجام
ورنہ ناداں بھی سمجھ جاتا ہے کھوتے کھوتے

بیت آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابیِ بسیار

(۳۶) ــــ جو چیز کہ شرعاً اس کا ترک کرنا ضروری ہے اس کے متعلق یہ سوچ لے کہ آخر یہ چیزیں مر کر یا بیمار پڑ کر چھوٹ ہی جاوینگی، تو حیات ہی اور صحت ہی میں چھوڑ دیں تاکہ قابل تعریف بھی ہوں اور قابلِ اجر بھی کیونکہ اجر اور تعریف کا مستحق تارک ہے، نہ کہ متروک، تارک الدنیا کی تعریف کی جاتی ہے نہ متروک الدنیا کی،

(۳۷) ــــ جہاں جائے وقت کی گنجائش رکھ کر جائے کہ اطمینان سے وہاں پہونچے، اور کھانا پکنے کے وقت یا اس سے پہلے پہونچے، تاکہ

میزبان کو بھوکا رکھنا یا دوبارہ تردّد نہ کرنا پڑے، اور جاڑے کا دن ہو تو اوڑھن وغیرہ بھی لیجائے، تاکہ میزبان کو کچھ تکلیف کرنا نہ پڑے، غرض کہ ایسا رہے جیسے پانی پر پھول، بعض دفعہ مہمان کے لئے سوال کرنا پڑتا ہے، اور بعض قلوب کو اس سے بھی تکلیف ہوتی ہے،

(۳۸) دروازے میں داخل ہوتے ہوئے ایک ایک کرکے داخل ہو نہ اکٹھا داخل ہوں نہ اکٹھا نکلیں، اور نہ آگے بڑھنے کی کوشش کرے، اوّل میں مسلمانوں کو تکلیف دینا ہے، جو بڑا گناہ ہے، دوسرے میں تکبر ہو جو سب سے بڑا گناہ ہے،

(۳۹) منہ میں گھاس ڈال کر نہ چبائیں، کیونکہ یہ جانوروں کا کام ہے،

(۴۰) اپنے ہر کام کا وقت مقرر کرلیں، کیونکہ اس میں بڑی برکت ہوتی ہے، اور کام برابر ہوتا رہتا ہے،

(۴۱) بڑوں کا نام تعظیم سے لینا چاہیے، اور جہاں تک ہوسکے نام نہ لی تو اچھا ہے، کیونکہ ادب کی بات ہے،

(۴۲) اگر کہیں بیٹھنا ہو تو صاف جگہ بیٹھے، اس خیال سے کہ حدیث میں آیا ہے، اِنَّ اللّٰہَ نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَۃَ، یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکی اور صفائی کو دوست رکھتا ہے۔" (لیکن) تکبر کے خیال سے صاف جگہ پسند نہ کرے، کیونکہ یہ خصلت بُری ہے،

(۴۳)— اپنی چیزوں کے لئے جگہ مقرر رکھے، جب رکھے وہیں رکھے، اس سے بہت آرام ہوتا ہے،

(۴۴)— غیر کی چیز بلا اجازت استعمال نہ کرے، اور اگر اجازت سے استعمال کرے تو جہاں سے لی تھی وہیں رکھے، تاکہ چیز والے کو پریشانی وہاں جاکر نہ ہو،

(۴۵)— اور اگر کہیں کسی اور کام سے گئے ہو اور کسی سے ملنے جاؤ، تو اس سے فوراً ظاہر کر دو، کہ میں فلاں کے یہاں کسی ضرورت سے آیا ہوں، تاکہ وہ تمہیں اپنا مہمان سمجھ کر اپنے کام کا حرج نہ کرے، اور تمھاری آمد کا اس پر بار نہ پڑے، اس لئے کہ مسلمان کے کلام وکام میں بناوٹ نہ ہونا چاہیئے،

(۴۶)— کنجی سب بھلائیوں کی باکاری اور کنجی سب برائیوں کی بیکاری ہے،

(۴۷)— بہت کام ہو تو جو ضروری ہو اُسے پہلے کرے اور غیر ضروری کو مؤخر کرے،

(۴۸)— مجمع میں چلنے کے وقت اور مجمع میں بیٹھنے کے وقت اپنے کو ایسی حالت پر نہ رکھے جس سے یہ سب کا افسر یا بڑا باوقعت معلوم ہو، کیونکہ یہ تکبر کی بات ہے، بلکہ سب میں ملا جلا رہے اور اپنے آپ کو سب سے چھوٹا سمجھے،

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ ملنے آئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مصافحہ کیا، اور یہ سمجھا کہ یہی پیغمبر

ہیں، اس وجہ سے کہ آپ کوئی امتیاز کی صورت نہ رکھتے تھے، اور بالکل صحابہ میں ملے جلے رہتے تھے، جب دھوپ ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے آپ پر سایہ کیا، تب پتہ چلا کہ آپؐ پیغمبر ہیں، اور حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ نے لوگوں سے پہلے اس لئے نہیں بتایا، کہ مصافحہ کی تکلیف آپؐ کو نہ ہو، اور آپ کا ادب کیا، اور ادب یہی ہو کہ مخدوم کو راحت پہونچادے،

(۴۹) — مجلس میں کھل کر بیٹھے، دھکّہ دُھکی نہ کرے، اس لئے کہ اس میں ایذاء مسلم ہے،

(۵۰) — وعدہ کرو جب کہ پکا ارادہ ایفاء کا ہو، عدم ایفاء میں بہت تکلیف ہوتی ہے،

(۵۱) — کسی کے سونے میں خلل نہ ڈالے خواہ اسی سے بات چیت کرے یا غیروں سے،

(۵۲) — جو ضرورت ہو خدا سے کہے اس میں عزت ہے،

(۵۳) — دنیا کی حاجت میں اگر ضرورت کہنے کی پڑے تو دیندار سے کہو وہ ضرورت حتی الامکان پوری کرے گا، اور تم کو ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھے گا، اور دنیادار ضرورت رفع نہ کرے گا، اور تم کو ذلیل سمجھے گا،

(۵۴) — اگر اندھیرے میں جا رہا ہو اور سامنے سے کوئی دوسرا شخص آرہا ہو، تو کھنکھار دے، تاکہ دوسرا شخص سنبھل کر آوے ورنہ اگر دونوں ٹکر

کھا گئے تو چوٹ لگ جاوے گی،

(۵۵)— اگر پائجامہ بے موقع پھٹا ہو تو سی لے، اس بھروسہ پر نہ رہے کہ میں احتیاط سے رہوں گا، کیونکہ ہر وقت خیال نہیں رہتا،

(۵۶)— پنسل کاغذ پاس رہنا چاہیئے، جب کوئی بات یاد آجاوے فوراً نوٹ کرلے، اس لئے کہ مثل مشہور ہے اَلْعِلْمُ صَیْدٌ وَّالْکِتَابَةُ قَیْدٌ۔

(۵۷)— کسی کا ذکر بلا سخت ضرورت کے نہ کرے، ورنہ غیبت کا دروازہ کھل جائے گا، اگر تم نہ کروگے تو دوسرا کرے گا یا تیسرا کرے گا، فی الحال نہ ہوگا کچھ دیر کے بعد ہوگا، اور نہ بلا سخت ضرورت کسی سے ملے، بلکہ خلوت میں رہے، اور خدا کی یاد میں مشغول رہے، ع

ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را

شعر

ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست
گر گریزی بر امیدِ راحتے،
زاں طرف ہم پیشت آمد آفتے

(۵۸)— مسلمان کو چاہیئے کہ جیسے سُوَر، شراب سے پرہیز کرتا ہے اسی طرح غیبت، تکبر، بہتان وغیرہ سے پرہیز کرے، کیونکہ خباثت وضرر وحرمت میں یہ گناہ بڑھے ہوئے ہیں، اور اگر سُوَر شراب سے بوجہ ننگ اور بے عزتی کے اجتناب ہے، تو یہ لاحاصل ہے، اجتناب اطاعتِ خداوندی کے لئے ہونا چاہیئے، اور جیسے نماز

کی نماز کی پابندی کرتا ہے، صبر شکر کی بھی پابندی کرے، کیونکہ یہ بھی تو فرض اللہ کا ہے،

(۵۹) رُومال میں کنجی یا روپیہ وغیرہ نہ باندھنا چاہیے، کیونکہ ہر وقت خیال نہیں رہتا کہ اس میں کنجی یا روپیہ بندھا ہے، اور جھٹکے سے رومال اوپر ڈالتا ہے کبھی سر میں کبھی پیٹھ میں سخت چوٹ لگ جاتی ہی

(۶۰) مجمع میں تین باتوں کا خیال رکھے، کھل کر بیٹھے، بھڑ کر نہ بیٹھے اور آنے جانے کا راستہ چھوڑ دے، اور اگر پہلے جاوے تو آگے بیٹھے اگر پیچھے جائے تو جہاں جگہ پاوے بیٹھ جاوے، آگے جانے کی کوشش نہ کرے، جمعہ کے روز اگر مسجد میں جائے تو اگر پیچھے جائے تو جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے، لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے نہ جائے، حدیث میں سخت وعید ہے، کہ ایسا شخص جہنم کا پُل بنایا جائے گا، تاکہ لوگ اُسے رَوندیں، اور اس میں چار جرم ہیں، ایذاءِ مسلم، تکبّر، تحقیرِ مسلم، ریا کاری، کہ میں بڑا نمازی ہوں کہ پہلی صف میں پہونچتا ہوں، اور ہر ایک سخت جرم ہے، اس سے بہت پرہیز کرے،

(۶۱) اگر کسیکو کوئی چیز پکڑا دے تو جب تک وہ خوب نہ پکڑے تب تک وہ نہ چھوڑے، ورنہ وہ چیز نقصان ہو جائے گی، اسی طرح اگر اپنے پَیر پر یا دوسرے کے پَیر پر گرے تو جانی اور مالی دونوں نقصان ہوئے، اور ایسی باتوں کا بہت خیال رکھے،

(٦٢) اگر کِسی کے پاس جائے اور وہ بات کسی سے کر رہا ہو، تو جب تک وہ فارغ نہ ہو لے یا وہ خود نہ پوچھے اپنا کام یا اپنی بات پیش نہ کرے،

(٦٣) مجمع میں اگر کچھ تقریر ہوتی ہو تو اُدھر ہی متوجہ رہے، دوسرے سے بات نہ کرے، اس میں بے قدری اور بے تمیزی ہے،

(٦٤) قضائے حاجت کے وقت کپڑا جب قریب زمین کے ہو تب اٹھائے تاکہ بے پردگی وقت سے پہلے نہ ہو، اور یہ حیاء کی بات ہے، اور حیاء بڑی شاخ ہے ایمان کی،

(٦٥) مجمع میں نہ ناک صاف کرے نہ تھوکے، اور نہ بیٹھنے کی جگہ ناک صاف کرے، کیونکہ لوگ بُرا کہیں گے اور پاخانہ وغیرہ راستہ میں اور بیٹھنے کی جگہ جیسے آم کی فصل میں آم کے درخت کے نیچے، یا خربوزہ، تربوز، ککڑی کے کھیت میں بھی پائخانہ نہ جائے، کیونکہ لوگوں کو گھن ہوگی اور بُرا کہیں گے،

(٦٦) کِسی کے کام میں دخل نہ دے چھوٹا بن کے رہے،

(٦٧) کھانے میں قدر کفایت پر کفایت کرے، کیونکہ اس میں بڑی راحت ہے،

(٦٨) بھوک پر کھائے، پیاس پر پئے، اور کچھ خواہش رہے تو چھوڑ دے تاکہ بھوک پر کھا کر شکریہ ادا کرے، اور خواہش رہتے ہوئے چھوڑنے سے بیماری سے محفوظ رہے، اور ہضم میں مدد ملے،

(۶۹) اپنے سے بڑے کا نام لے کر نہ پکارے، جو رشتہ میں ہو وہ کہکر پکارے مثلاً چچا، بھائی، اگر کوئی رشتہ نہ ہو تو شیخ صاحب یا خانصاحب یا میاں صاحب وغیرہ کہہ کر پکارے،

(۷۰) پیشاب پائخانہ کے بعد دعاء ماثورہ پڑھ لینا چاہیئے، اور آسانی سے پیشاب پاخانہ ہو جانے کو بڑی نعمت سمجھنا چاہیئے، بعضوں کو ان وقتوں میں بڑی تکلیف ہوتی ہے،

(۷۱) نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کو ٹھہر کر سمجھ کر پڑھے، اور نماز پڑھنے والے کے پاس نہ دین کی باتیں کرے نہ دنیا کی، اگر کسی سے اپنی ضرورت ہو اُسے کنارے لیجا کر کہہ سُن لے، تاکہ کسی نمازی کا دل متردّد و منتشر نہ ہو، اور نماز اس کی خراب نہ ہو،

(۷۲) انتظام وصفائی وسادگی سے رہنا چاہیئے، اور بدنظمی اور گندگی اور تکلف سے پرہیز کرنا چاہیئے،

شعر

عاقبت ساز د ترا از دیں بری
ایں تن آرائی و آں تن پروری

(۷۳) کسی سے یہ نہ پوچھے کہ تمھارے کہاں پھوڑا نکلا ہے، اور نہ دوا پوچھے کہ یہ کس مرض کی دوا ہے، شاید اُس کو اس دوا یا مرض کے بتلانے میں تنگی ہو یا تردّد ہو،

(۷۴) کسی دنیا دار کے کہنے سے کوئی کام اپنے اوپر نہ لے، خاصکر ایسا کام جس کے انجام میں اس کی احتیاج ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ

وعدہ کو وہ شخص وفا نہ کرے اور تم سے مخالفت ہو جائے تو تم کو
اس کی بعد کو خوشامد کرنا پڑے گی، خوشامد پر بھی اگر موافق نہ ہوا
تو اور ساری محنت برباد ہو جائے گی، اور کفِ افسوس ملنا پڑیگا،

(۷۵)— بھاری اور دھار دار چیز کو مضبوطی سے پکڑ کر اٹھانا چاہیے تاکہ
ایسا نہ ہو کہ اوپر سے گر کر ٹوٹ جائے، یا تمھارے پیر وغیرہ کو
زخمی کر دے،

(۷۶)— جہاں تک ہو سکے اپنی چیز اپنے پاس رکھے، دوسروں کے پاس
نہ رکھے، اس خیال سے کہ میں راحت سے رہوں، اور دوسرا
تردد میں رہے، کیونکہ اس میں دوسرے کو تکلیف دینی ہے،
بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کو ضرورت ہوتی ہے، اور دوسرا
نہیں ہوتا کہیں چلا جاتا ہے تو دل کو سخت پریشانی ہوتی ہے
اور کام رُک جاتا ہے،

(۷۷)— اپنا کپڑا دوسروں کے کپڑوں میں ملا کر نہ رکھے، مثلاً بڑا آدمی اپنا
پائجامہ لڑکوں اور عورت (اپنی عورت) کے پائجامہ میں ملا کر نہ
رکھے، کیونکہ بعض دفعہ جلدی میں یا اندھیرے میں پتہ نہیں چلتا،
اور کپڑا بدل جاتا ہے، اور ایک دوسرے کا کپڑا لے کر چلا جاتا ہے
اور بدلنے کا موقع جب آتا ہے تو یہ دوسرا جو اس کے پاس ہے کو
بوجہ چھوٹا ہونے کے یا زنانہ ہونے کے نہیں پہن سکتا، اور
سخت دقت ہوتی ہے، اور بعض موقع پر شرمندگی بھی ہوتی ہے

لہٰذا اس سے سخت اجتناب چاہئے،

— دو چیزیں ایک طرح کی جیسے اکسان، اکنیاں، چونیاں یا گولیاں ایک قسم کی دو مرضوں کی نہ رکھے، کیونکہ اس میں بھی وہی دھوکہ مثل سابق کے ہے، اور پیسوں میں تو ایک آنہ کی جگہ چار آنے خرچ ہوں گے، اور دواؤں میں یہ ہوگا کہ ایک دوا کی جگہ دوسری دوا غلطی سے کہیں لیکر گئے کہ اس دوا کا مرض وہاں ہے، اور وہاں مرض کے لئے جب دوا دینی چاہی تو دوسری دوا نکلی، اور وہ جگہ مثلاً چار کوس ہے تو اب آٹھ کوس اس کا بیکار گیا اور اب دوسرے آٹھ کوس چلے تب کام چلے، یا خود دوبارہ دوڑے یا دوسرے کو تکلیف دے،

— اگر راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے کسی کا ساتھ ہو جائے تو اس سے ایسا قصہ نہ کہنا شروع کرے جو جدا ہوتے وقت تک ختم نہ ہو، کیونکہ یا تو اپنے وقت کو ضائع کر کے کھڑے ہو کر اس قصہ کو پورا کرو گے، اور اگر پورا نہ کیا چلے ہی گئے تو تردد ہوگا کہ معلوم نہیں پھر کیا ہوا، اور کیونکر ہوا، اگر نہ کہتا تو یہ تردد کیونکر ہوتا، لہٰذا ایسا نہ کرے،

— لباس متکبرین کا نہ پہنے اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے، اور چارپائی فرش بھی ایسا نہ رکھے جس سے تکبر پیدا ہو، مثلاً عمدہ پلنگ، عمدہ فرش بھی نہ بچھاوے کہ اوصاف رذیلہ پیدا کرنے میں

ان کو بڑا دخل ہی، حضرت مولانا محمود حسن صاحب محدث دیوبند
نے فرمایا کہ اگر یقین نہ ہو شیر کی کھال پر بیٹھکر دیکھ لو، تکبر پیدا ہوتا
ہے یا نہیں، حضرت مولانا تھانوی نے فرمایا تھا لباس یعنی
کوٹ پتلون، میز کرسی اور دیگر سامانِ متکبرین کو تکبر میں بڑا دخل
ہی، اگر یقین نہ ہو برت کر تجربہ کر لو، یہ سب شان کی باتیں ہیں جس
کے دل میں شان کا مرض ہوتا ہے وہ اس کو اختیار کرتا ہے،
اور حضرت مولانا تھانوی نے سرائے میر کے وعظ میں تین دفعہ
قسم کھا کر فرمایا تھا کہ جب تک شان کا مرض دل سے نہ نکلے گا،
تب تک اللہ والا نہیں ہو سکتا،

(۸۱) — باپ سے اگر کچھ فرمائش کرنی ہو تو اس کا بہت خیال رکھے کہ ان پر
بار نہ ہو، اور ان کی گنجایش سے زیادہ کی فرمائش نہ ہو، کیونکہ یہ
محبت کے خلاف ہے،

(۸۲) — اگر کوئی کسی سے پیغام کہنے کو کہے اور تمھاری اس سے کسی وجہ سے
بات چیت نہ ہو تو یہ دل میں رکھکر کہ میں اُس سے نہ کہوں گا
مت چلے جاؤ، بلکہ پیغام کہنے والے سے صاف کہدو کہ میں نہ
کہوں گا، تاکہ اُسے دھوکا نہ ہو اور فضول انتظار نہ کرے، کیونکہ
اس میں ایذا، اور دھوکا ہے، اور یہ دونوں حرام ہیں،

(۸۳) — اگر کسی سے خلافِ طبیعت کوئی بات پیش آئے تو دل میں کینہ
نہ رکھے، بلکہ فوراً معاف کر کے اپنے دل کو پاک و صاف رکھے،

درنہ سخت پریشانی ہوگی، کیونکہ تم اس کے ستانے کی فکر میں پڑو گے، وہ تمھاری ایذاء کے پیچھے پڑے گا، اور فراغتِ قلب اور راحت اور جمعیتِ قلب جو بادشاہت ہفت اقلیم سے بڑھکر ہو جاتی رہے گی، اور ان کے جاتے رہنے سے ملکِ دین میں نہایت بے انتظامی اور ہلچل پڑ جائے گی، اور اللہ تعالےٰ یہ دولتِ عظمٰی یعنی فراغتِ قلب، جمعیتِ قلب اور راحتِ قلب اور نشاطِ قلب مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو نصیب فرمائے اور اس کے زوال سے پناہ نصیب فرمائے، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

(۸۴) — گرمیوں میں ہفتہ میں دو دفعہ کپڑے بدلے، اگر اللہ تعالیٰ نے کپڑے دیئے ہوں، ورنہ دو چار روز کے بعد بدن کے کپڑے فرصت کے وقت صابون یا کسی اور چیز سے دھولے، تاکہ بدبو نہ رہے، اور درسگاہ میں لڑکوں کو اور مسجد میں نمازیوں کو پسینہ کی بدبو سے پریشانی نہ ہو، حدیث میں اس قسم کی ایذاء سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے،

(۸۵) — اگر کوئی تم کو دوسرا سمجھ کر دوسرے نام سے پکارتا ہو اور تم کو خبر ہو جائے تو یہ خیال کرکے کہ مجھے تھوڑا ہی پکارتے ہیں، خاموش مت ہو جاؤ، فوراً اپنا نام بتلادو کہ میں فلاں ہوں، تاکہ پکارنے والے کو الجھن اور پریشانی نہ ہو،

(۸۶) صفائی اور سادگی اور انتظام کو اختیار کرے اور گندگی اور تکلف یعنی تن پروری اور تن آرائی اور بے انتظامی سے پرہیز کرے، پہلی باتوں میں دل کو راحت اور چین اور سکون ہے، اور پچھلی باتوں میں دل کو تکلیف اور بے چینی اور پریشانی ہے،

(۸۷) خندہ پیشانی سے رہے، اس سے رات کے عبادت کرنیوالے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ ملتا ہے،

(۸۸) سچ بولنے کا بہت اہتمام کرے اور سچ بولے، اس اہتمام سے اللہ تعالیٰ کے یہاں صدیق لکھ لیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بہت پرہیز کرے، اس سے اللہ تعالیٰ کے یہاں کذاب لکھ لیا جاتا ہے، یعنی جھوٹ بولنے والا،

(۸۹) گناہوں سے بہت جلد توبہ کرنی چاہیے، کیونکہ تاخیر میں گناہ کی جڑ مضبوط ہو جاتی ہے، اور خطرات اور وساوس کا ہجوم ہو جاتا ہے، اور ارتکاب گناہ سے دل گندہ اور غمگین اور متردد رہتا ہے اور توبہ سے دل کو فرحت وخوشی وانبساط رہتا ہے،

(۹۰) عبادات کو یعنی طاعات کو خدا کے خوف سے کرے اور گناہوں کو خدا کے خوف سے چھوڑے، لوگوں کے خوف سے نہیں جیسے اکثر لوگ نماز تو پڑھتے ہیں کہ بے نمازی نہ مشہور ہوں، رضا بالقضاء، اور توکل میں اہتمام نہیں کرتے، اور شراب اور سؤر تو چھوڑ دیتے ہیں، اور تکبر، حسد، کینہ وغیرہ نہیں چھوڑتے ہیں

کیونکہ پہلے کاموں میں بدنامی اور رسوائی ہوگی اور دوسرے کاموں میں نہیں،

(۹۱)—ہر کام ہر بات میں یہ خیال ہونا چاہئے کہ کسی کو اُلجھن یا تکلیف یا پریشانی نہ ہو،

(۹۲)—اگر صرف پاجامہ پہن کر گھر میں یا مجمع میں جانا ہو اور کُرتہ بدن پر نہ ہو تو آگے رُومال وغیرہ سے آڑ کر کے جائے تاکہ بدن خاص میانی پر سے ظاہر نہ ہو، کیونکہ یہ حیا کے خلاف ہے،

(۹۳)—مجمع میں عموماً اور بڑوں کے سامنے خصوصاً میانی پر ہاتھ نہ لیجائے اگر کھجلانیکی ضرورت پڑے تو کرتہ وغیرہ سے آڑ کر کے کھجلالے،

(۹۴)—اپنے معمولات کے لئے وقت مقرر کرنا اور حتی الامکان اسی وقت ادا کرنا چاہئے، دوسرے وقت پر نہ چھوڑے، کیونکہ دوسرے وقت بھول جانے کا احتمال ہے، کیونکہ اس وقت کا یہ معمول نہیں ہے،

(۹۵)—کم کھانے کی عادت لگائے تاکہ امراض سے محفوظ رہے، اور خدانخواستہ اگر کبھی کم روزی ملے تو تحمل اور برداشت کرسکے

(۹۶)—خوش خوراک اور عمدہ لباس کی فکر میں نہ رہے، کیونکہ اس سے تکبّر پیدا ہوتا ہے، اور دین سے بالکل بے بہرہ ہو جاتا ہے،

شعر

عاقبت سازد ترا از دیں بری
ایں تن آرائی و ایں تن پروری

(۹۷) — اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ظاہر کرنا چاہیے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھنا چاہتے ہیں، اور قرآن شریف میں آیا ہے کہ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو،

(۹۸) — اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچا کرے، فکر نعمت سے اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے گی، اور محبت سے اطاعت میں سہولت ہو جائیگی، اور یہی اصل مقصود ہے، اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب کو دونوں جہان میں اپنی رضا نصیب فرمائیں، اور سب رغبت کرنے والوں کو اس کی رغبت کرنی چاہیے، اور سب عاملین کو اس کے لئے عمل کرنا چاہیے، جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ، وَلِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ،

(۹۹) — مجمع میں یا تنہائی میں جمائی آوے تو مُنہ بند کر لینا چاہیے اور زور سے ہا ہا کر کے سانس نہ لینا چاہیے، سننے والوں ...... اور دیکھنے والوں کا دل خراب ہو گا،

(۱۰۰) — تالاب یا ندی وغیرہ میں کوئی ڈوبتا ہو تو اس کو ہاتھ پکڑ کر نہ نکالے بلکہ کوئی کپڑا یا لاٹھی وغیرہ دُور سے پکڑوا کر نکالے، تاکہ اپنی جان کی حفاظت رہے، ورنہ اپنی جان کا ڈر ہے،

(۱۰۱) — آمدنی سے کم خرچ رکھے، تاکہ دل کو اطمینان رہے، اور خدایا کوئی متعلق بیمار پڑ جاوے تو وہ پسماندہ کام میں آجاوے، اور کسی کی محتاجی و منت کشی نہ ہو، بعض طبیعتیں تو منت کشی

سے بہت بھاگتی ہیں، یہاں تک کہ دوا کی بھی منت کشی قبول نہیں کرتی ہیں، شعر

درد منت کش دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا بُرا نہ ہوا

۱۰۲ — خوراک، پوشاک اور دنیاوی ضرورتوں میں کچھ تکلیف اُٹھالے مگر کسی کا احسان نہ لے، اور دنیادار کا احسان تو کبھی نہ لے، مگر جب نہایت ہی ضرورت پڑے اور بالکل مضطر ہوجائے کیونکہ وہ اپنے احسان کا بار رکھکر تمھاری رُوح کو سخت صدمہ پہونچادے گا، بخلاف دیندار کے کہ وہ ایسا نہ کرے گا،

۱۰۳ — ہمت اور ارادہ بڑی چیز ہے، اس کی بڑی قدر کرنی چاہئے اور دینی کاموں میں ہمت نہ ہارے، ہمت ہی پر اللہ تعالیٰ تائید فرماتے ہیں، اور جب تم ہمت اور ارادہ نہ کروگے اللہ تعالیٰ تائید نہ فرمادیں گے، شعر

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

روزہ، نماز، تراویح کا انجام ہمت ہی پر ہے،

۱۰۴ — جب کوئی بات کرنی ہو یا قصہ بیان کرنا ہو تو اس کا بہت خیال رکھے، کہ مخاطب کا حرج نہ ہو، اور وقت میں اتنی گنجائش ہو کہ پوری بات اور پورا قصہ بیان کرسکے، ادھوری بات اور

ادھورا قصہ نہ ہو، کیونکہ دونوں باتوں سے یعنی نقصان اور ادھوری بات سے مخاطب کو بہت پریشانی ہوتی ہے، اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَ یَدِہٖ، کا بہت خیال رکھے،

(۱۰۵)۔۔۔ احکامِ شرعیہ کا خود عامل ہو جائے، اور جس کو معلوم نہ ہو اس کو اطلاع کردے کہ حکمِ شرعی یہ ہے، باقی نہ یہ فکر کرے کہ لوگ اس کے کہنے کے موافق حکمِ شرعی کے پابند ہی ہو جائیں، اور نہ اس کے درپے ہو، کیونکہ اس کے ذمہ عامل بنانا نہیں ہے محض تبلیغ احکام ہے، وہ بھی جہاں تبلیغ ہو چکی ہو مستحب ہے، بس جس بات کا کوئی ذمہ دار نہ ہو اس کی فکر کیوں کرے شعر

زیر بارند درختاں کہ ثمرہا دارند

اے خوشا سرو کہ از بندِ غم آزاد آمد

(۱۰۶)۔۔۔ مجمع میں ایسی بات مُنہ سے نہ نکالے جس سے لوگ گھن کرتے ہوں مثلاً گوہ موت، اگر ضرورت ہی پڑ جائے تو کہے قضائے حاجت یا کام سے جاتا ہوں، یا ضرورت ہے، اور کسی کے کھانے پینے کے وقت ایسے الفاظ مُنہ سے نہ نکالے، بعضوں کی طبیعت میں نظافت و نزاکت زیادہ ہوتی ہے وہ ایسے الفاظ سُنکر گِھن سے قے کر دیتے ہیں،

(۱۰۷)۔۔۔ ایمان بالقرآن، علم بالقرآن، عمل بالقرآن و قبول عمل بالقرآن کی درخواست تہِ دل سے کرنا چاہیے، کیونکہ اگر یہ دولتیں

جان دینے پر بھی مل جائیں تو سستی ہیں، ع

متاعِ جانِ جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

اگر یہ دولتیں مل جائیں تو بادشاہت ہفت اقلیم کی اس کے سامنے گرد ہے، شعر

مرا گدائے تو بودن ز سلطنت خوشتر

کہ ذُلِ جور و جفائے تو عزّ و جاہِ منست

۱۰۸ — رات کو پائجامہ پہن کر سوئے، تہبند پہن کر نہ سوئے، تاکہ ستر کھلنے سے احتیاط رہے، بلکہ اچھا یہ ہے کہ پائجامہ کے اوپر چادر یا رومال ستر پر ڈال لے، تاکہ خواب و احتلام کی حالت میں ستر اوپر سے نہ دکھائی دے، یہ حیاء کی باتیں ہیں، اور حیاء بڑی شاخ ہے ایمان کی،

۱۰۹ — اگر کوئی کام کرنے کو کہے، اور تمھیں مہلت بھی ہو، اور تم کرنا چاہتے ہو تو جواب میں بہت جلد اچھا کہو، ورنہ عذر بیان کر دو اگر کام کرنا شروع کر دیا ہو تو کہدو کہ میں نے کام شروع کر دیا ہے، تاکہ کہنے والے کو اطمینان ہو جائے،

۱۱۰ — سونے والوں کے مجمع میں سے اگر کسی خاص شخص کو جگانا ہو تو پکار کر نہ جگائے، بلکہ اس کے پاس جاکر اس کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے اٹھائے، تاکہ اور سونے والے نہ جاگ جائیں، اور بے موقع اُٹھنے سے پریشانی نہ ہو،

(۱۱۱) اگر کوئی پیغام کہے تو جہاں تک ہو سکے جلد پہونچ کر فارغ ہو جائے اور یہ نہ خیال کرے کہ ذرا اُٹھ کر کہدوں گا، کیونکہ اس میں احتمال ہی بھول جانے کا، اور اگر بھول گیا اور پھر ایسے وقت یاد آیا کہ اس وقت یہ پیغام والا کام نہیں ہو سکتا، تو بہت ہی بڑی پریشانی ہو گی، اور افسوس ہو گا،

(۱۱۲) اگر کچھ ضرورت ہو اور جلدی سے فارغ ہو سکتا ہو تو بعد فراغ کے نماز پڑھے تاکہ دل میں جمعیت ویکسوئی رہے، پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہو تو اس سے بھی فارغ ہو کر نماز کے لئے جائے، تاکہ اطمینان سے نماز پڑھے،

(۱۱۳) حق تعالیٰ کی جو صفت ہو رحیم، اس کا مطلب یہ ہے کہ گذشتہ گناہوں کے متعلق امیدوار رہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے، اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے اپنے بندوں کو رحیم ہونے کی خبر دیکر دلیر کر دیا ہے، کہ میرے بندے جو چاہیں کریں، کیونکہ اگر یہ مطلب ہو تو تنزیلِ قرآن و بعثِ نبیؐ و حدیث و تفسیر و علم و علماء کی کیا ضرورت تھی، تنزیلِ قرآن و بعثِ نبیؐ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کا یہی ہے کہ میرے بندے اطاعت کریں،

(۱۱۴) قہقہہ سے نہ ہنسے اس سے دل مُردہ ہو جاتا ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم ہی فرماتے تھے،

(۱۱۵) — دو شخص تیسرے کی موجودگی میں نہ آہستہ باتیں کریں نہ تیسرے کو ہٹاکر، نہ غیر زبان میں باتیں کریں، تاکہ تیسرے کی دل شکنی نہ ہو،

(۱۱۶) — اگر خود دعاء کرنا ہو تو کچھ ذکر اللہ کرلے تاکہ زبان میں پاکی وصفائی آجائے اس کے بعد دعاء کرے، اگر دوسرے سے دعاء کرانی ہو تو ان کی خدمت کرے، اور انھیں راحت پہونچائے، تاکہ وہ خود دل وجان سے دعاء کریں، یہ کہنے کی ضرورت بھی نہ پڑے گی کہ آپ میرے لئے دعاء کیجیے،

(۱۱۷) — مسجد میں اگر مجمع کی وجہ سے کسی کے پیچھے سنن پڑھے تو جب جگہ خالی ہوجائے پیچھے سے ہٹ جائے، اور ایسی جگہ پڑھنا شروع کرے جہاں کسی کی رکاوٹ نہ ہو،

(۱۱۸) — اگر کوئی مُرغی وغیرہ مسجد کا بستر وغیرہ ناپاک کردے اور کوئی دیکھ لے تو فوراً ہٹادے، اور یہ نہ خیال کرے کہ پھر ہٹادوں گا، کیونکہ شاید بھول جائے، اور دوسرے لوگ استعمال کرکے اپنے بدن وکپڑے کو نجس کرلیں،

(۱۱۹) — اگر لالٹین وغیرہ لے کر میدان میں پائخانہ جائے تو لالٹین یا دِیا رکھ کر فراغت کے لئے بیٹھے یا لالٹین دھیمی کردے تاکہ قریب دُور کے لوگ ستر نہ دیکھیں، یہ بات بالکل خلافِ حیاء ہے، ایسی باتوں سے سخت پرہیز کرنا چاہئے،

(۱۲۰) — گناہ ہوتا ہے عدمِ استحضار یعنی بے خیالی سے، جب اس بات

کا خیال نہیں رہتا کہ مجھ سے گناہ نہ ہو، تب گناہ ہوتا ہے، اگر اپنے اعضاء کا نگراں رہے کہ کبھی گناہ نہ ہو جائے تب گناہ نہ ہوگا، اس لئے اس کا بہت خیال رکھے کہ اگر کسی طرف دیکھنا ہو تو پہلے یہ سوچ لے کہ اس دیکھنے میں خواہش کا کچھ دخل تو نہیں ہے، یا باتیں سننا چاہے تو یہ خیال کرلے کہ اس سننے میں خواہشِ نفسانی کا کچھ دخل تو نہیں ہے، یا دل میں کچھ خیالات ہیں تو یہ خیال کرلے کہ یہ خیالات خواہشِ نفسانی کے تو نہیں ہیں، اگر ہیں تو یہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے اور یہ معصیت ہے ہرگز نہ نہ دیکھے، نہ سوچے نہ سُنے، ورنہ دنیا و آخرت برباد ہوگی، وَذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ، یعنی یہ کھلا گھاٹا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دیں،

(۱۲۱) — جب گناہ کا تقاضہ دل میں پایا جائے ہمت کر کے نفس کے تقاضہ پر عمل نہ کرے، انشاء اللہ تعالیٰ دو چار دفعہ میں نفس کا تقاضہ جاتا رہے گا، اور یہ نسخہ مجرب ہے، قَالَ صَاحِبُ الْقَصِيْدَةِ الْبُرْدَةِ،

شعر

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِن تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰى
حُبِّ الرَّضَاعِ وَاِن تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

"یعنی نفس کی مثال لڑکے کی سی ہے، اگر دودھ پلانا نہ چھڑاؤ تو جوان ہونے تک بھی پیتا رہے گا اور جو چھڑاؤ تو چھوڑ دے گا۔"

(۱۲۲) — کسی حالتِ خاص کے (جو اس کے اختیار میں نہیں ہے) اعادہ کا اہتمام ہرگز نہ کرے، کیونکہ یہ باطن کے لئے سخت مضر ہے

اور شغل بما لا یعنی بھی ہے، اور اس حالت کے نہ ہونے کو قرینِ مصلحت جانے اور فِعلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ پر نظر رکھے، شعر

چونکہ قبضے آیدت اے راہ رَو
آں صلاحِ تست آیِس دل مشو
چونکہ قبض آید تو دروے بسط بیں
تازہ باش و چیں میفگن بر جبیں

(۱۲۳)— گناہ کے خطرات اگر آئیں اُن سے تنگدل نہ ہو، اور پریشان نہ ہو کیونکہ اس میں بالکل گناہ نہیں، اور جو فعل گناہ نہ ہو اس کی فکر عبث اور فضول اور بے فائدہ ہے، ہاں ایسے خطرات کے مقتضا پر عمل نہ کرے، یعنی یہ خطرات جس کام یا بات کرنے کو کہیں اُن کو نہ کرے، اور نہ قصداً ایسے خطرات کو لائے، اس نسخۂ مجرب کو ہر شخص کو یاد رکھنا چاہیئے، تاکہ دونوں جہان میں راحت سے رہے،

(۱۲۴)— بچّوں کو اپنا پتہ اور باپ اور سرپرست کا نام یاد کرا دینا چاہیئے تاکہ اگر کہیں اتفاق سے گم ہو جائیں تو آسانی سے مل جائیں، اور اگر شہر یا قصبہ میں انھیں لے جائے تو قیامگاہ کا پتہ یاد کرادے، جب تک قیامگاہ سے اچھی طرح واقف نہ ہو جائیں، کسی کام کو بازار میں نہ بھیجے ورنہ اگر گم ہو جائیں گے تو دقت ہوگی،

(۱۲۵) — بڑوں کو چاہئے کہ امردوں اور عورتوں سے ضرورت سے زیادہ باتیں نہ کریں، اور امردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ ایسے شخص کے مقابلہ میں جس میں یہ شبہ ہو کہ ان کو میرے ساتھ بُری رغبت ہو سکتی ہے نرم اور آہستہ باتیں نہ کریں، یعنی ایسی حرکت نہ کریں جس سے ان کی رغبت بڑھے، یا ایسی رغبت پیدا ہو کیونکہ یہ بات رفتار و گفتار و کردار سب سے پیدا ہوتی ہے شعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد

بسا کیں دولت از گفتار خیزد

(۱۲۶) — غیر اختیاری چیز کے تحصیل و دفع کے پیچھے نہ پڑے اور نہ حصول رفع پر مغموم ہوں، بالکل بے فکر رہیں، قلب کو پریشان نہ کریں اور اگر حاصل ہو جائے اور ہو مرغوب و محمود تو شکر کریں، اگر نہ ہو تو عدم حصول ہی کو قرینِ مصلحت سمجھ کر اور فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ پر نظر کر کے راضی رہیں، اور حاصل ہو جائے اور ہو مکروہ اور خلافِ مرضی تو صبر و تحمل سے کام لیں، شعر

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است

زیرِ آں گنج کرم بنہادہ است

گر بر کشی در جُرم بخشی رُو دے سر بر آستانم

بندہ را فرماں نباشد ہر چہ فرمائی بر آنم

وردِ زبان رکھے، ہاں محمود و مرغوب کی دعا میں کچھ حرج نہیں ہے

اس لئے کہ دعا، مطلوب من جانب اللہ ہی، اور جب مطلوب محبوب ہے تو پھر کیوں نہ کی جائے، **شعر**

چوں طمع خواہد زمن سلطانِ دین
خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

سر در قدمش بردن ہر بار چہ خوش باشد
رازِ دلِ خود گفتن بایار چہ خوش باشد

۱۲۷ دو شخص اگر گفتگو کرتے ہوں تو تیسرا نہ بولے، جب تک اس سے پوچھا نہ جائے کہ آپ اس کے متعلق کچھ جانتے ہیں، اور مخاطب کو بھی چاہئے کہ اگرچہ وہ بات جانتا ہو تب بھی یہ نہ کہہ دے کہ بس رہنے دو میں اس کو جانتا ہوں، اس میں متکلم کی دلشکنی ہوتی ہے اس کا دل خوش کرنے کی نیت سے سُن لے،

۱۲۸ عیادت کر کے جلد واپس آئے تاکہ مریض کو اور اس کے گھر والوں کو تکلیف نہ ہو، اگر مریض کو کوئی خاص ضرورت ہو تو عیادت کرنے والے سے صاف لفظوں میں کہدے، کہ مجھے خاص ضرورت ہے، جو آپ کی موجودگی میں نہیں ہو سکتی ہے، آپ ذرا ہٹ جائیں، بعضے کنایۃً اور اشارۃً کہتے ہیں جو عیادت کرنے والے کی سمجھ میں نہیں آتا، یہ صاف کہنا نہ خلافِ ادب ہے، نہ ممنوع ہے،

۱۲۹ انسان کو چاہئے کہ شب و روز کے اوقات کو اپنی ضروری اور

مفید کاموں میں صرف کرے، اور شب و روز ضروری اور مفید
کاموں میں لگا رہے، ایک لحظہ بیکار نہ رہے، کیونکہ فطرتِ انسان
میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ کسی نہ کسی کام میں لگا رہنا چاہئے،
جب ضروری کام میں نہ لگے گا تو فضول اور مضر کاموں میں لگ
جائے گا، جس سے خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کا مصداق بنے گا،
خلاصہ یہ کہ بیکاری سبب ہے فضول اور مضر کاموں میں لگنے کا، اور
باکاری بکار ضروری و مفید سبب ہے فضول اور مضر کاموں سے
بچنے کا، اس لئے ضروری اور مفید کاموں میں لگنے کو بہت ضروری
سمجھے، انشاء اللہ تعالیٰ اس سے دونوں جہاں کی راحت نصیب
ہوگی،

(۱۳۰) — اگر کوئی چیز اونچے پر رکھے تو جب تک وہ اچھی طرح نہ ٹھہر جائے
اور ٹھکانے سے نہ ہو جائے تب تک نہ چھوڑے، کیوں کہ
اگر ٹھکانے نہ ہوگی اور چھوڑ دوگے تو وہ چیز گر جائے گی،
اور نقصان ہو جائے گا، اگر وہ غیر کی ہوگی تو اس کو بڑا صدمہ
ہوگا،

(۱۳۱) — اگر کوئی کسی سے ملنے جائے تو اس کے مذاق کے موافق باتیں
کرے، اور اس کے مذاق کے خلاف کوئی بات اور کوئی تذکرہ
نہ کرے، کیونکہ اس سے صدمہ ہوگا ورنہ اس کے پاس جائے
نہیں، کیونکہ اگر نہ جائے گا تو کوئی بات رنج دہ نہ ہوگی، اور یہ

نہایت ہی خلاف بات ہو، کہ جائے اور اس کو صدمہ پہونچا کر آئے،

ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں " پر عمل رکھے،

(۱۳۶)— اگر اپنے بزرگ کو کوئی برا بھلا کہے تو بزرگ سے نہ کہے، کیونکہ ان سے کہدینا ان کو صدمہ پہونچانا ہے، اور یہ سب سے برا ہے،

(۱۳۷)— راستہ میں نہ بیٹھے نہ کھڑا ہو تاکہ آنے والوں اور جانے والوں کو تکلیف نہ ہو،

(۱۳۸)— کسی شخص کو کسی چیز کا عادی نہ بنادے، تاکہ اس میں طمع و اشراف نفس نہ ہونے پائے، اور نہ یہ شخص اس کا پابند ہو، دونوں آزاد رہیں، بس بہشتیوں کی طرح رہیں، شعر

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

زیر بارند درختاں کہ ثمرہا دارند
اے خوشا سرو کہ از بند غم آزاد آمد

(۱۱)— گناہ اگر ہو جائے تو سچے دل سے استغفار اور سچی توبہ کرکے آئندہ احتیاط کرنے کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرے، اور احتیاط کرے، اور یہ سب کرکے دل کو فارغ کردے، اس ادھیڑ بن میں نہ پڑے کہ ہائے یہ کام کیوں ہوا، اور یہ نہ کیا ہوتا اور وہ نہ کیا ہوتا کیونکہ اس سے دل کو بہت پریشانی ہوتی ہے، آئندہ اور عبادتیں نہ کرسکے گا، اور کرے گا تو ٹھیک نہ کرے گا، کیونکہ

پریشانیِ قلب کے ساتھ کوئی کام دنیا اور دین کا نہیں بنتا ہے
اگر بنتا ہے تو ٹھیک نہیں بنتا، اور سکونِ قلب اور راحتِ
قلب بڑی دولت ہے، اسے ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دے،
ورنہ انتظامِ دین و دنیا میں خلل واقع ہوگا،
اور اس کو خوب جان لے کہ یہ اُدھیڑ بن مانع قربِ حق وحجاب
عن الحق ہوگا، اور یہ سمجھالے اپنے دل کو کہ نعوذ باللہ میں نبی تو
ہوں نہیں، کہ مجھ سے گناہ ہو ہی گا نہیں، تیرا تو سر سے پیر تک
گناہ میں ڈوبا ہوا ہے، اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم دین
کا احاطہ نہیں کر سکتے ہو، مطلب یہ کہ تم گنہگار ہی رہو گے،
معصوم نہیں ہو گے، جہاں تک ہو سکے کرتے رہو، ما فات میں
توبہ واستغفار کرتے جاؤ، شعر

میں بھی آخر اِک بشر ہوں یا الٰہ
اور بشر کی شان ہے جرم و گناہ

ایسے موقع میں یہ شعر پڑھتا رہے،

(۱۳۶)— قلب کی دیکھ بھال کرتا رہے، اگر غیر اللہ کا تعلق یا شغل قلب
کے ساتھ پائے بہت جلد انھیں نکالے، کیونکہ جتنی جلدی
کرے گا وتنی ہی جلدی سے یہ نکل جائیں گے، اور جتنی دیر
لگائے گا وتنی ہی دیر میں نکلیں گے، اور نفس پر وتنا ہی زیادہ
ان کا چھوڑنا شاق ہوگا، اور فوراً نکالنے میں بھی نفس پر شاق

ہو گا، مگر اتنا نہیں، اس لئے نفس کی مخالفت کر کے انھیں نکالے، کیونکہ بدون غیر اللہ کے نکلے اللہ میاں نہ ملیں گے،

غیر سے ہے بَیر اس کو اے جواں
غیر ہو جس دل میں وہ اس جا کہاں

ہو سکے جتنا انھیں دل سے نکال
اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقال

دل میں جب تک تیرے حُبِّ غیر ہو
مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے

ماسوا دلبر کے دل میں ہے جو شے
ہے وہی معبود تیرا جان لے

غیر اللہ کو دل سے نکال کر تب دیکھو بہارِ دل، پھر تو ایسا ہو گا

شعر
سوئے جاں بھی آنکھ اُٹھانا ہی بار دل
گردن جھکائے دیکھ رہا ہوں بہارِ دل

اور جب غیر اللہ سے قلب کو صاف کر لو گے اس کے بعد اگر غیر اللہ کی بُو بھی آئے گی تب بھی انشاء اللہ تعالیٰ پتہ چل جائیگا کیونکہ جب مکان صاف ہوتا ہے تو ایک تنکا بھی اگر گر پڑے تو معلوم ہو جاتا ہے، اگر مکان گندہ ہے تو کوئی ٹوکرا بھر کوڑا ڈال دے تو پتہ نہ چلے گا، ایک دفعہ صاف کر کے دیکھو، اور صاف خود نہ کر سکو گے، اس لئے کسی کے غلام بنو، اور اس کو

اپنا رہبر بناؤ شعر

قال را بگذار مردِ حال شو
پیش مردے کاملے پامال شو
قدم باید اندر طریقت قدم
کہ اصلے نہ دارد دم بے قدم

(۱۳۷)—باپ، اور سرپرست کو چاہیئے کہ جوان لڑکے کو اگر بوجہ شرم ہونے کے بیوی کے یہاں نہ جاتا ہو اور وہ میکہ میں ہو تو خود کہ کریں کہ جاؤ سسرال میں ہو آؤ، یا گھر ہی میں اگر ہو تو اُن کو موقع دیدیا کریں، بلکہ ان کو علیحدہ مکان دیدیں کہ کچھ بھی رکاوٹ نہ ہو ورنہ شرم کی وجہ سے وہ جائیں گے نہیں، یا کسی عورت سے تعلق پیدا کرلیں گے، یا لڑکوں سے تعلق پیدا کرلیں گے، یا جلق سے کام لیں گے، یعنی ہاتھ سے منی نکالنے لگیں گے،
نتیجہ یہ ہوگا کہ میاں بی بی میں نااتفاقی ہوگی، بیوی کی زندگی روتے روتے کٹے گی، کیونکہ اس سے اُسے نفرت ہو جائیگی: ناجائز ہی تعلق اُسے اچھا معلوم ہوگا، اگر لڑکوں سے یا جلق سے کام لیا نعوذ باللہ من ذلک تو بالکل نامرد ہی ہو جائے گا عورت کی خواہش ہی نہ رہے گی، پھر دو باتیں ہوں گی، یا تو ساری عمر غم سے مرے اور عورت سے دب کر رہے، یا زیادہ غیرت ہو خودکشی کرے، اور ایسے بہت قصے ہوئے ہیں، ان سب

خرابیوں کا وبال باپ اور سرپرست پر جائے گا،

اس نصیحت پر باپ اور سرپرست کو خوب غور کرنا چاہئے اور عمل کرنا چاہئے، کیونکہ جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے، جوان سب کچھ کر ڈالتے ہیں اور صَاحِبُ الْغَرَضِ مَجْنُوْنٌ مشہور ہے اور شہوت کا پورا کرنا، یہ ایسی غرض ہے کہ آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے، حُبُّكَ الشَّئَ یعمی ویصم یعنی محبت کسی چیز کی اندھا اور بہرا کر دیتی ہے،

لہذا باپ اور سرپرست کو اس کا بہت اہتمام کرنا چاہئے، اگر ممکن ہو تو ایسا کرنا زیادہ مناسب ہے کہ لڑکا اگر خود کچھ مال رکھتا ہو یا اپنا خرچ چلا سکتا ہو تو اُسے ایک مکان الگ دیدیں اور یہ کہہ دیں کہ تم لوگ اپنا الگ انتظام کرو، اور کھاؤ اور پیو اور آرام کرو، اگر اس قابل لڑکا نہیں ہے اور سرپرستی باپ ہی کے ذمہ رہی گی، تو حسب مقدور انھیں خرچ دیدیں اور رکھیں علیحدہ۔ اور لڑکوں کو چاہئے کہ حتی الامکان اپنا بار خود ہی اٹھالیں، ماں باپ پر بار نہ ڈالیں، اور مجبوری تو مجبوری ہے،

اگر لڑکے کو وسعت ہو تو جان و مال سے والدین کی خدمت کے لئے تیار رہے، کیونکہ جنت اُن کے قدموں کے نیچے ہے، اور رضائے خداوندی اُن کی رضا پر موقوف ہے، یہ نہ خیال کرے کہ میں تو علیحدہ ہوں، علیحدگی کا مشورہ بہت سی مصلحتوں سے دیا گیا ہے،

بعض مصلحت اوپر مذکور ہوئی ہیں، اور یہ مصلحت بھی ہے کہ
اکثر بہو ساس میں جو نہیں بنتی وجہ اس کی یہ ہے کہ بہو بالکل مجبور
کردی جاتی ہے، فقیروں کی طرح رکھی جاتی ہے، ٹکڑا ملا تو
کھالیا، ورنہ پڑی مرے، اگر کوئی چیز کھالے تو یہ آفت کہ
یہ بڑی چٹوری زبان والی ہے، اگر نہ کھائے تو یہ کہ ایک چیز
کو جی چاہتا ہے مگر پاتی نہیں، گلا گھٹتا ہے، لہذا چوری کرنا
شروع کردیتی ہے، اور گھر ستیاناس ہو جاتا ہے، اور جھگڑا
لڑائی دن رات ہوتا رہتا ہے، گھر والوں اور محلہ والوں کی جان
آفت میں ہو جاتی ہے،

علٰحدگی میں اپنا آٹا چاول سمجھ کر خرچ کرے گی، اگر جانبین
سے کوئی کچھ خدمت کرے گا تو دونوں ممنون ہوں گے، اور
محبت بڑھے گی، غرض یہ کہ بہت مصلحتیں ہیں، جوانوں کو چاہیئے
رحمۃ المتعلمین کے صفحہ ۴۴ باب دوم نصیحت نمبر ۹۴ کا ضرور
مطالعہ کریں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوگا،

اور اس نصیحت کے متعلق اتنا اور یاد رکھیں کہ اگر باپ یا
سرپرست تمھاری ضرورت کو نہ سمجھیں یا خیال نہ کریں تو تم خود
کوئی حیلہ کر کے بیوی کے پاس چلے جاؤ، اور مل آؤ، حیلہ
اس واسطے لکھا کہ حیاء بڑی چیز ہے، اس کو ہاتھ سے نہ جانے
دیں، باقی اگر لوگ کہیں کہ دیکھو یہ لڑکا خود حیلہ کر کے بیوی

کے پاس چلا گیا، اس کی کچھ پرواہ مت کرو، جس کام سے اللہ و رسول خوش ہوں اور ساری دنیا ناخوش ہو اور عیب رکھے اسکی کچھ پرواہ نہ کرو، اور للہ خدا کے واسطے اپنی جان پر ظلم نہ کرے اور نہ بیوی کی جان پر حرکت ناشائستہ کرکے ظلم کرے، ورنہ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ نصیب ہوگا، اور دونوں جہان میں غم ہی غم نصیب ہوگا، **شعر**

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو
اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو

(۱۳۸) — اگر کسی بزرگ کی خدمت بوجہ عدمِ اختیار کے نہ ہو سکے، تو غمگین نہ ہو، اور نہ گھر والوں سے کچھ کہو، نہ سنے، اور نہ لڑے نہ جھگڑے، ان کاموں سے قلب کا ستیاناس ہوگا، بلکہ بالکل بے فکر رہے، انشاء اللہ تعالیٰ بس اس کا کام یہی محبت اور ارادت خدمت بنا دے گی، اور موافق وعدۂ رسولِ کریمؐ کی حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ میں داخل ہو جائے گا،

(۱۳۹) — کسی دوسرے کے لئے اپنے قلب کو پریشانی میں نہ ڈالے مثلاً کسی اور کے لئے قرضدار نہ بن جائے، اپنے سے جو خدمت ہو سکے اسے کر دے، اور بالکل بے فکر رہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ سوال نہ ہوگا،

(۱۴۰) — طریقۂ اخذ ثواب تبرکاً من الشیخ یہ ہے کہ کوئی کپڑا خود بنا کر لیجائے

اور پیر سے عرض کرے کہ حضرت اسے پہن کر غلام کو مرحمت فرمائیں
اور اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو یوں عرض کرے کہ حضرت اگر حضور
کی ضرورت سے کوئی کپڑا زائد ہو تو مجھ کو عنایت فرمایئے، تاکہ
تبرک ہو، اور کسی کپڑے کی تشریح ہرگز نہ کرے،

(۱۴۱) — ہر مسلمان کو چاہیے کہ اکلِ حلال کا بہت خیال رکھیں، لوگ اسما
میں بہت کوتاہی کرتے ہیں، بعضے تو اسے حکم شرعی ہی نہیں جانتے
اور اگر جانتے ہیں تو یقین کے درجہ میں نہیں جانتے، اس کا
حکم شرعی ہونا تو آیاتِ ذیل سے معلوم ہوتا ہے:۔

آیات:۔ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ؕ
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ
كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ

اور احادیث ذیل سے اس کے ضروری ہونے کا اور حکم شرعی
ہونے کا پتہ چلتا ہے:۔

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ،
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ،

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی عاجزی اور انکساری،
غرض کہ کل اسباب دعاء کے ساتھ دعاء کرے، مگر ہو حرام خور
تو اس کی دعاء قبول نہیں ہوتی،

اور بزرگانِ دین کے اس کے متعلق ہزاروں قصے ہیں، کہ وہ بہت ہی اس کا اہتمام کرتے تھے، ان سب باتوں سے خوب معلوم ہو گیا کہ یہ حکم شرعی ہے، باقی رہا نفع تو اس کے متعلق یہ سمجھ لینا کافی ہے، کہ خدائے حکیم کا حکم اور رسول حکیم کا حکم ہے، اور حکیم کا حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے، اور بزرگانِ دین اس کے عامل ہیں، جو سب سے بڑھ کر دانا اور ہوشیار ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت، اور ہم کو اتباع کرنے کے لئے خدا کا حکم اور بزرگانِ دین کا عمل کافی ہے، اور غلام اور محب کا تو یہ کام ہے اور یہ مشرب ہے کہ ہمیں حکمت اور مصلحت سے اور نفع وضرر سے کچھ مطلب نہیں، ع

رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند

ہمیں تو غلامی اور اطاعتِ محبوب سے مطلب ہے، باقی اگر کوئی نفع ہی ڈھونڈھتا ہو تو نفع اس میں یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالےٰ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے، یعنی اطاعت ومحبت کا، اس کا دارومدار رزق پر ہی ہے، جیسا رزق کھاؤ گے ویسا ہی نفع ہوگا اگر حلال کھاؤ گے تو محبت اور اطاعت کا مادّہ پیدا ہوگا، حضرت رومیؒ فرماتے ہیں ؎

زاید از لقمہ حلال اندر دہاں ‖ میلِ خدمت عزم رفتن آنجہاں

عشق و رقت زاید از لقمہ حلال
علم و حکمت زاید از لقمہ حلال

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے بہت سے لوگوں کو دعوت دی اور صرف دو آنے پیسے نقد دیئے، اس کے میٹھے چاول وضو کر کے پکاتے گئے، ایک ایک لقمہ لوگوں نے کھایا، مہینوں دل میں نور محسوس ہوتا تھا، اور محبت اور اطاعت کا بہت غلبہ رہا، اور ایک دفعہ مشتبہ مال کا ایک لڈو کھایا، مہینوں گناہ کا ایسا تقاضا رہا کہ نعوذ باللہ من ذلک،

خلاصہ یہ کہ اگر خدا کے دوست بننا چاہتے ہو، اور فہیم اور حکیم بننا چاہتے ہو تو حلال لقمہ کھاؤ، اگرچہ یہ تھوڑا ہی اور سادہ ہو اور حرام سے بچو، اگرچہ عمدہ اور زیادہ ہو، ؎

ہشیار کو یک حرف نصیحت ہی کفایت
نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

(۱۴۲) — اگر کسی کا روپیہ تمہارے پاس امانت ہو تو دوسروں سے تم مت بتاؤ، کہ فلاں کے روپے میرے پاس ہیں، کیونکہ شاید وہ تم سے کہے کہ مجھے کچھ قرض دیدو، اور تم مروت میں آکر اُسے دیدو تو امانت میں خیانت کا گناہ ہوگا، یا وہ اوروں سے کہدے، اور چوروں تک یہ خبر پہونچ جائے اور تمہارے گھر میں چور نقب لگائیں، اور امانت کا روپیہ اور تمہارے گھر کا دونوں جائیں،

یا وہ شخص جس سے تم نے کہہ دیا وہ مالک کے پاس جائے اور کہے کہ تمھارے پاس روپے ہیں مجھے قرض دو، اب مالک شش و پنج میں پڑا کہ اب کیا کروں اگر نہ دوں تو یہ دشمن ہو جائے گا، اور اگر دوں تو جلدی نہ دے گا،

غرض کہ جو کچھ خرابی یا خلجان یا نقصان ہوگا اس کا گناہ تمھارے ذمہ ہوگا، ایک مثل مشہور ہے:۔

اُکْتُمُوْا ذَھَبَکُمْ وَ ذَھَابَکُمْ، یعنی اپنے سونے چاندی اور جانے کو لوگوں سے پوشیدہ رکھو،

سونے چاندی کے چھپانے کی مصلحتیں اوپر معلوم ہو چکیں، اور جانے کے پوشیدہ رکھنے کی مصلحتیں یہ ہیں کہ اگر تمھارے پاس روپیہ پیسہ ہی تو چور ڈاکو مار ڈالیں گے، یا دشمن ہوں گے، تمھارے خون کے پیاسے ہوں گے راستہ میں اکیلا پا کر مار ڈالیں گے، ایسے قصے سینکڑوں ہوئے ہیں، لہٰذا ان دونوں کو بہت چھپانا چاہیئے، بس جن سے ضرورت ہو انہی سے اظہار ہو باقی سے پوشیدہ رکھے،

(۱۴۳)— کسی کو دب کر کوئی چیز نہ دے، یا لحاظ و شرم و مروّت سے نہ دے، کیونکہ اگر اس طرح دیگا اُسے ثواب نہ ہوگا، اور دوسرے کو استعمال جائز نہ ہوگا، صاف کہدے مجھے ضرورت ہے، میرا دل نہیں چاہتا، اور لینے والے کو چاہیئے کہ بُرا نہ مانے،

اسے معذور سمجھے، اور اپنی ضرورت پر اس کی ضرورت کو مقدم جانے،

۱۷۴— اپنے افعال کو شریعت سے ملائے، خواب پر دارومدار نہ رکھے، یعنی اگر خواب میں دیکھے کہ میں اولیاؤں کی جماعت میں ہوں، تو یہ دلیلِ ولایت نہیں، بلکہ دلیلِ ولایت یہ ہے کہ تمھارے افعال، اعمال، اقوال، احوال شریعت کے موافق ہوں،

۱۷۵— جس چیز کو نجاتِ آخرت میں دخل نہ ہو نہ بواسطہ نہ بلا واسطہ اسے فضول سمجھے، یعنی چاہے وہ اعمال ہوں یا افعال یا اقوال یا کتب بینی،

۱۷۶— کثرتِ کلام اور اختلاط مع الانام سے بہت اجتناب کرے، اس سے قلب کا ستیاناس ہو جاتا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اکثر کلام سے بغیر ذکر اللہ کے دل سخت ہو جاتا ہے، اور سب سے دُور خدا سے وہ شخص ہوتا ہے جس کا دل سخت ہوتا ہے، اس سے جو کچھ دل کے اندر ذوق و شوق، انس و شکر و انبساط آثار ذکر و محبت کے ہوتے ہیں سب نکل جاتے ہیں جیسے ہنڈیا اگر کھول دی جائے تو سب مصالحے نکل جائیں گے اور ہنڈیا پھیکی رہجائے گی، اس سے سخت اجتناب چاہئے کیونکہ قلب کی اصلاح اور نور اور فراغت سب اس پر موقوف ہے کہ تم چپ رہو، اور زبان کی حفاظت کرو،

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو زبان کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت کرتا ہوں،

اس سے معلوم ہوا کہ جنت اور دیدارِ خداوندی اسی پر موقوف ہے، اتنی عمدہ چیزیں جس پر موقوف ہوں ان کا خیال نہ کیا جائے یہ بڑی حماقت کی بات ہے، مولانا رومؒ صاحب فرماتے ہیں ؎

اے زباں تو بس زیانی مر مرا
چوں توئی گویا چہ گویم من ترا
لب بہ بند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی نورِ حق بر من بخند

حضرت مولانا تھانوی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ایک بات فضول نکل جاتی ہے تو گھنٹوں اُلجھن رہتی ہے، اور ایک دفعہ بے موقع ہنسی آجاتی ہے تو گھنٹوں پریشانی رہتی ہے اے صاحبو! اسے کتنی پریشانی ہونی چاہیئے جس کا دن رات بک بک کرنا اور ہنسی مذاق کرنا مشغلہ ہے، مگر پریشانی جب ہوتی ہے جب دل صاف ہو،

صاحبو! دل صاف کرو تب دیکھو، جب تک سخت ضرورت نہ ہو کسی سے نہ ملو، اور جب ملو ضرورت رفع ہو جانے کے بعد فوراً چلے آؤ، اور لوگوں سے نہ ملنے میں یہ نیت رکھے کہ لوگ میرے شرور سے محفوظ رہیں، اس میں تواضع ہے اور اسکے خلاف میں تکبر ہے،

(۱۴۷) — خیالات شہوانی اگر شیطان بار بار لائے تو پریشان نہ ہو، اور نہ اس کے دفع میں تن دہی کرے بلکہ لاپرواہی کر دے، اور یہ کہدے کہ تو لا، اس میں گناہ ہے ہی نہیں، مجھے اس لئے اس کی پرواہ نہیں، اس سے بہت جلد وہ خیالات جاتے رہیں گے، یہ نسخہ بہت مجرب ہی، (و جربتہا مرارا)

(۱۴۸) — تہذیب کا بہت پاس رکھنا چاہیے، مگر ساتھ ہی اس کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ خوشامد نہ ہو طرفداری نہ ہو کتمانِ حق نہ ہو، مداہنت نہ ہو، حق بات ایسی تہذیب سے ہو کہ مخاطب کی دل آزاری کی ہوا بھی نہ لگے اور یہ بڑا کمال ہے، رزقنا اللہ وایاکم،

(۱۴۹) — صفائیِ معاملہ اور حُسنِ معاشرت اور حُسنِ عقیدہ اور حُسنِ عبادت اصل اصول معمولات بنانا چاہیے، اور جو ادا ہوں ان پر شکر اور مافات کا تدارک عمر بھر کرتا رہے، اور وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ پر عمل کرے اور اشعارِ ذیل پر عمل کرے ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش
تا دمے آخر دمے فارغ مباش
تا دمِ آخر دمے آخر بود
کہ عنایت با تو صاحب سر بود

(۱۵۰) — اپنی ضرورت دینی و دنیوی میں اور اصلاح ظاہری اور باطنی میں شب و روز بصد زاری والحاح و تضرع و بکاء اللہ تعالےٰ

کی جانب رجوع کیا کرے، کیونکہ ہم لوگ نہ اپنی ضروریات کو پوری کرسکتے ہیں، اور نہ اپنی اصلاح ظاہری و باطنی کرسکتے ہیں، اور نہ نفس و شیطان سے مقابلہ کرسکتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتے ہیں وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ؎

سر در قدمش بردن ہر بار چہ خوش باشد
رازِ دلِ خود گفتن با یار چہ خوش باشد

خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے
اخلاق سب سے رکھنا اکسیر ہے تو یہ ہے
سب کام اپنے کرنا اللہ کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

مگر ؎ بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

(۱۵۱) اگر کسی کو ہدیہ دے تو تنہائی میں دے، کیونکہ بعض طبیعت کو لوگوں کے سامنے ہدیہ لینا گراں معلوم ہوتا ہے، اور یہ صورت ریاکاری ہے، اور مقصود ہدیہ سے یہ بات زائد بھی ہے، اس لئے کہ جس کو ہدیہ دیا گیا ہے اس کے قلب میں محبت پیدا کرنا اور اس میں صرف اتنی ضرورت ہے کہ مھدی الیہ جان لے کہ دوسروں کو دکھانے سے کیا فائدہ، بجز اس کے کہ بعض اوقات ثواب و محبت دونوں نہ ہوں، محبت تو یار ہونے کی وجہ سے

نہ ہوگی، یا وہ ہدیہ ہی واپس کر دے گا، اور ثواب ریاکاری کی وجہ سے نہ ہوگا، کیونکہ ثواب اخلاص سے ہوتا ہے، اس لئے قرآن وحدیث اس مضمون پر ہیں کہ عبادت میں اخلاص کی رعایت کرنی چاہیئے، کیونکہ مغز عبادت کا اخلاص ہی ہے شعر

علی کز معنیِ اخلاص عاریست
بہ نزدِ پختہ کاراں خام کاریست
ز کارِ خام کس سودے ندارد
چو حلوا خام باشد علت آرد

خلاصہ یہ ہے کہ ہدیہ میں بس اس کا خیال رکھے کہ اللہ میاں جان لیں، اور جسے ہدیہ دیا گیا ہے وہ جان لے، بس اس سے مقصود یعنی ثواب ومحبت انشاء اللہ تعالیٰ پیدا ہو جائے گی،

(۱۵۲)— نماز میں جب اللہ اکبر کہے تب اپنے کو مٹا دے، یعنی دل سے سمجھے کہ میں کچھ نہیں ہوں، اور جو کچھ بڑائی ہے بس اللہ میاں ہی کو ہے،

اور حمد اور تسبیحاتِ رکوع وسجود میں بھی یہی مضمون دل میں حاضر رکھے، اور دعاء کے مضامین پر زبان اور دل اور اعضاء سب کی صورت دعاء کرنے اور عاجزی کرنیکی ہونی چاہیے۔ مثلاً اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اور درود شریف کے الفاظ کو نہایت عاجزی وانکساری سے پڑھنا چاہیے،

خیال کرنے کی بات ہے کہ دنیا والوں سے اگر قرضہ کا سوال ہوتا ہے تو نہایت عاجزی سے ہوتا ہے، اعضاء اور دل اور زبان سب سے پستی ظاہر ہوتی ہے، چاہے ایک ہی روپیہ کا سوال ہو، حالانکہ وہ روپیہ پھر انھیں واپس کردے گا، اور مرجانے کی بات ہے کہ اللہ میاں سے راحتِ دنیا و آخرت کا سوال کیا جائے اور ایسی لاپروائی، ایسے سوال پر تو جان دیدینی چاہیے تھی ؎

اے دوست اگر جان طلبی جاں بتو بخشم
از جاں چہ عزیز ست بگو آں بتو بخشم
جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

صاحبو! اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا مطلب سمجھے؟ مطلب یہ ہے کہ سیدھا راستہ، یعنی نبیوں اور ولیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین کا راستہ ہمیں دکھلائے اور اس راستہ پر چلنے سے حیاتِ طیبہ نصیب ہوتی ہے، جیسا کہ آیۂ کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے صاف ظاہر ہے،

اب خود ہی انصاف کرنا چاہیے کہ یہ سوال کس ڈھنگ سے ہونا چاہیے، اور اگر کسی فقیر کو ایک لقمہ روٹی دی جائے تو وہ

کتنی دیر تک کس لہجہ میں اور کن الفاظ سے دینے والے کو دعاء
دیتا ہے، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت تو
ہمیں دنیا و آخرت میں شب و روز ابدالآباد تک راحت ہوئی
اور ہوگی، تو آپ کے لئے کتنی دیر تک اور کس لہجہ میں اور کن
الفاظ کے ساتھ دعاء کرنی چاہیئے، غرضکہ جتنی بھی دیر تک ہو
اور کیسے ہی لہجہ میں اور کسی الفاظ کے ساتھ ہو سب تھوڑا ہے

شعر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ،
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ آپ کے لئے دعاء ہی
ہم آپ کے لئے دعاء کے مضامین نہیں لا سکتے تھے، اللہ تعالیٰ
نے خود سکھلائے، اسے بہت عاجزی سے پڑھنا چاہیئے اور
تہہ دل سے پڑھنا چاہیئے،

(۱۵۳) — دیکھا جاتا ہے کہ نماز فرض میں سے جس میں قرأت جہر سے
پڑھی جاتی ہے، اس میں تو امام کو بعد فراغت ایک نور محسوس
ہوتا ہے، بخلاف ان نمازوں کے جن میں آہستہ پڑھا جاتا ہی،
یا اکیلے پڑھی جاتی ہے، وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام جہریہ میں
قرآن بنا کر پڑھتا ہے، اور غیر جہریہ میں بگاڑ کر، اس لئے
سریہ میں اور اکیلے میں بھی قرآن بنا کر پڑھنا چاہیئے، واللہ اعلم
بالصواب،

(۱۵۴) — نماز فرض و قراءۃ اور دیگر عبادات کے بعد بہت عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعاء کرنی چاہئے اور لاپروائی سے عبادت کرکے چلا نہ آنا چاہئے، دنیا میں کسی بزرگ کی خدمت میں کوئی ہدیہ لوگ پیش کرتے ہیں تو قبل پیش کرنے کے دل سے دعاء کرتے ہیں، کہ یا اللہ اُن کے قلب میں ڈال دے، کہ وہ قبول کرلیں، اور بعد پیش کرنے کے الفاظ عاجزانہ کہتے ہیں کہ حضرت نہایت آرزو سے لایا ہوں اور بہت امید لگا کر لایا ہوں، اور گو میرا ہدیہ ناقابلِ قبول ہے مگر حضرت قبول فرمالیں،

ڈوب مرنے کی بات ہو کہ اللہ میاں کے دربار میں کوئی ہدیہ یعنی عبادت پیش کی جائے تو نہ قبل میں دعاء اور عاجزی ہو نہ بعد میں، اس کے لئے تو بہت ناک رگڑنی چاہئے، کیونکہ ہم جیسے ہیں اور جیسا ہدیہ ہے ظاہر ہے، اس ناک رگڑنے پر اگر قبول ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، ع

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

نماز و دیگر عبادات کو سنوار کر پیش کرنا چاہئے، ہدیہ ناس سنوار کر پیش ہوتا ہے، ؎

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابلِ منظور ہے
پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

(۱۵۵) — مجوبانِ مجازی کی اطاعت کی کوشش کی جاتی ہے، اور بعد اطاعت دل کو خوشی اور راحت ہوتی ہے، اور اللہ میاں کی اطاعت کی نہ کوشش ہو اور نہ بعد ہو جانے کے دل کو راحت اور خوشی ہوتی ہے، بلکہ لوگ اُسے بار سمجھتے ہیں اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ مِنْھُمْ وَ حَشَرَنِیْ مَعَھُمْ،

اور ان کی یعنی مجوبانِ مجازی کی مخالفت پر سخت معذرت کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت پر ہلکی سی معذرت بھی نہیں ہوتی، نعوذ باللہ،

(۱۵۶) — دنیا میں جس سے تھوڑی سی امید نفع کی ہوتی ہے، اور تھوڑا سا اندیشہ ضرر کا ہوتا ہے، اس کی بہت اطاعت کی جاتی ہے، اور مخالفت سے سخت اجتناب ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہم لوگوں کا کُل نفع و ضرر ہے، ان کی مخالفت و اطاعت کا لوگ خیال نہیں کرتے،

(۱۵۷) — مجوبانِ مجازی سے لوگ نشانیاں مانگتے ہیں، اور لیکر بہت خوش ہوتے ہیں، اور اللہ میاں نے اپنی نشانیوں سے زمین و آسمان بھر دیئے، بلکہ انسان خود سراپا نشانی ہی ہے، اس سے خوش نہیں ہوتا ہے، اور نہ شکریہ خدا کا کرتا ہے، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الشَّاکِرِیْنَ،

(۱۵۸)— مجمع میں کسی غیر جنس کو نہ بلاوے، اگر ضرورت پڑے خود جا کر رفع کر آوے تاکہ آنے والے کو اور مجمع والوں کو پریشانی نہ ہو،

(۱۵۹)— چراغ منہ سے بجھاوے، ہاتھ سے یا دامن سے بجھانے سے یا تو چراغ گر پڑے گا، یا دامن میں آگ لگ جاوے گی، یا ہاتھ اگر ٹیم پر رکھ لے گا تو ہاتھ جل جاوے گا، لیکن بجھا کر فوراً منہ کو دور کر لے، تاکہ دماغ میں دھواں نہ جاوے،

(۱۶۰)— اچھے مجمع میں اگر جاوے تو اس کی خیر و برکت کے حصول کی دعاء کر کے جاوے، اور وہاں پہونچ کر بھی دعاء کرے،

اور اگر ایسے مجمع میں جاوے جہاں گناہ میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو تو مجمع کے شر در سے پناہ مانگ کر جاوے اور وہاں بھی پناہ مانگتا رہے، اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ اس مجمع میں ضرور پڑھے،

(۱۶۱)— دل میں خیالات گناہ کے نہ جماوے، اور سوچ کر لذت نہ لے، کیونکہ یہ بھی گناہ کبیرہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے، آیت يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ،

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز ✽ سب تجھے معلوم ہیں اے بے نیاز

از پے آں گفت حق خود را علیم
تا نیندیشی فساد روز بیم

سمیع و علیم و بصیر ڈرانے کے لئے ہے، اور عاشقوں اور محبوبوں کی تسکین کے لئے بھی کہ خوش رہیں کہ محبوب کو ان کے احوال و اعمال کی اطلاع ہے ؎

ہمینم بس کہ داند ماہرویم
کہ من نیز از خریدارانِ اویم

(۱۶۲) — اگر کسی پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ فکر ہوتی ہے کہ اچھے لوگوں سے دعا کرائی جائے، چنانچہ اولیاء کے پاس خطوط بھیجے جاتے ہیں، ملاقات کی جاتی ہے، سفر کیا جاتا ہے، مصیبتیں جھیلی جاتی ہیں، اگر آدمی جماعت کی پابندی کرے تو بلا درخواست ہی امام کی اور تمام نمازیوں کی دعا میں، اور فرض کے بعد کی دعا میں بھی جس کی قبولیت کی امید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلائی ہے، خود بخود داخل ہو جائے،

وہ دعا کیا ہے؟ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ، جو جامع ہے تمام امورِ خیر کو، اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تمام مومنین کو پابندِ جماعت مرتے دم تک رکھے، آمین،

(۱۶۳) — کسی آدمی سے اگر قصور کی معافی چاہی جاتی ہے تو مدتوں اثر رہتا ہے، اور پھر جرأت اس قصور کی نہیں ہوتی، اگر موقع قصور کا آتا ہے تو یہ سوچ کر نہیں کرتا کہ میں نے اسی کی معافی چاہی تھی پھر اس کو کیسے کروں، اللہ تعالیٰ سے ہر نماز میں نماز

کے بعد معافی مانگتا ہے، مگر افسوس صد افسوس کہ مسجد ہی میں یا مسجد سے نکلتے ہی پھر نافرمانی کرتا ہے، اور یہ خیال نہیں کرتا کہ میں نے ابھی تو عاجزی کی ہے، اور ناک رگڑی ہے، ابھی پھر کیسے قصور کروں، اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دیں اور دین کی سمجھ نصیب کریں، آمین

(۱۶۴) دنیا کا کام کامیابی نہ ہونے پر بھی کرتے ہیں، اور آخرت کا کام کامیابی پر بھی چھوڑ دیتے ہیں، اعاذنا اللہ منہ

(۱۶۵) زبان سے جیسے فضول بات یا گناہ کی بات بوجہ خوفِ خدا یا لوگوں سے حیا کی وجہ سے نہیں کہتا، دل میں بھی ایسی باتوں کو جگہ نہ دینا چاہئے، اور دل سب خرافات سے پاک رکھنا چاہئے

(۱۶۶) روزانہ یہ خیال کیا کرے کہ میں نے دین میں کیا ترقی کی، دنیادار دنیا کی ترقی کے درپے رہتے ہیں تم نے دین میں کیا ترقی کی اگر کچھ ترقی ہوئی ہو شکر کرے، اور اگر نہیں ہوئی تو اس کی فکر اور تدبیر کرے،

(۱۶۷) نماز میں اقوال وافعال سے عاجزی کرتا ہے، یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھتا ہے، رکوع سجدہ کرتا ہی، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے، اور بعد نماز پھر بڑا بننے لگتا ہے اور اپنا فعل اور کام سب بھول جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سمجھ اور قوتِ حافظہ نصیب فرمائیں،

(۱۶۸) بعض لوگ بعض گناہ مثلاً زنا وغیرہ نہیں کرنا چاہتے، مگر اُن کے خطرات اور وساوس کو قصداً لاتے ہیں، اس سے بہت پرہیز کرنا چاہیے، کیونکہ خطرات کا لانا گناہ ہے، اور اپنے دل کو پریشان کرنا ہے، اگر کوئی دوسرا تمھاری خیرخواہی نہ کرے تو بلا سے، تم تو اپنی خیرخواہی کرو، اپنے دل کو اپنے کرتوت سے کیوں پریشان کرتے ہو، اور خیالات لانے سے حاصل ہی کیا ہوا، جب گناہ اصل تم کرنا ہی نہیں چاہتے یا میسّر نہیں ہو سکتا۔

ایک شخص ریل میں جا رہا تھا، ساتھ میں بیوی بھی تھی، نوجوانوں نے جھانکنا تاکنا شروع کیا، اُس شخص نے اپنی بیوی کا مُنہ اچھی طرح نکال دیا اور کہا کہ لو اچھی طرح دیکھ لو، دیکھنا اور پریشان ہونا ہے، اس کے سوا تمھارے ہاتھ کچھ نہ آئیگا، رات کو رہے گی میرے ہی پاس، واقعی بہت سچ کہا، خواہ مخواہ کی پریشانی ہی ہے، نہ دیکھتے نہ پریشان ہوتے نہ خطرات کا ہجوم ہوتا، اور اُس نے بے حیائی کا کام کیا، مگر ان بدنگاہوں کا جواب پورا دیدیا، اور یوں بھی علاج کرلے کہ چار منٹ کی لذت تمام دن رات پریشانی، نفس سے یہ کہہ دے کہ نہ میں تیرا بندہ ہوں اور نہ تو میرا خدا ہے، میں تیرا کہنا کیوں کروں،

(۱۶۹) قرآن مجید اور احادیث اور بزرگوں کی نصیحتوں کو اگر کسی

کا دل حق مان لے گو عمل نہ ہو تو یہ بڑی دولت ہے، اللہ تعالےٰ سب کو نصیب کرے، کیونکہ ایسے شخص کی اصلاح کی امید ہے کہ آج نہیں تو کل یہ راہِ راست پر آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ،

(۱۷۰)— اصلاحِ قلب کی فکر کرنی چاہئے، اور اعضاء خود درست ہو جائیں گے، حدیث شریف میں آیا ہے:-

اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَتِ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ،

مطلب وہی ہے کہ دل جب درست ہو گیا تو سب اعضاء درست ہو گئے اور اگر وہ بگڑ گیا تو سب بگڑ گئے، اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ قُلُوْبَنَا بِرَحْمَتِکَ،

(۱۷۱)— اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھوں میں ہمارا کل نفع و ضرر ہے، اگر ہم کو اللہ تعالیٰ سے نفع لینا ہے تو ہم لوگوں کو ان کے سامنے مٹ جانا چاہئے، کیونکہ بغیر مٹے کسی سے نفع نہیں ہوتا ؎

ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے
بس آوے نظر ظاہر و باطن میں تو ہی تو
آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

اللہ میاں فرماتے ہیں اَنُلْزِمُکُمُوْھَا وَاَنْتُمْ لَھَا کٰرِھُوْنَ یعنی میں اپنی رحمت تمھارے گلے میں مڑھ دوں بغیر طلب اور

بغیر ناک رگڑے،

(۱۷۲) ــ محبوب مجازی کو شریکِ محبوبیت کا علم دیکھکر یا سُنکر ہوتا ہے،
یعنی جب عاشق کسی اور سے محبت کی باتیں کرے گا یا تعلق
پیدا کرے گا، جائے گا آئے گا تب علم ہوگا، دیکھکر یا سُنکر
اور اللہ میاں کو اپنے محبوں کا کل حال معلوم ہے، کہ ان کو اور
کس کس سے محبت ہے، اگر دل میں کوئی اور شریک محبوبیت
ہے تو وہ جان جائیں گے، اے عاشقانِ خدا خدا سے ڈرو اور
دل میں غیر اللہ کو ہرگز نہ جگہ دو، ورنہ یہ مضمون تم پر صادق آئیگا،

غیر سے ہے بَیر اس کو اے جواں
غیر ہو جس دل میں وہ اس جا کہاں!

ماسوا دلبر کے دل میں ہے جو شے
ہے وہی معبود تیرا جان لے

ماسوا دلبر کو تو دل سے نکال
اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقال

دل میں جب تک تیری حُبِّ غیر ہے
مِل نہیں سکتا تو اپنے یار سے

(۱۷۳) ــ دعاء کیا کرے کہ یا اللہ جیسے سر کو دوسروں کے آگے جُھکانے سے
روکا ہاتھ اور زبان کو بھی دوسروں کے سامنے پھیلانے سے
اور سوال کرنے سے روک دے اور تو ہی کفیل ہو جا میری مصائب

اور ضروریات کا اور جیسے اعضاء سے نماز میں اپنے سامنے عاجزی کراتا ہے، دل سے بھی عاجزی کرا، اور اس میں بھی تواضع، مسکنت، خشیت پیدا فرمادے، یاارحم الراحمین،

(۱۷۴) — اللہ والے جاگتے اور خواب میں دونوں وقت راحت سے رہتے ہیں، یعنی خواب بھی اچھے اچھے دیکھتے ہیں کہ برسوں دل سے مزہ نہیں جاتا، دنیادار دونوں حالتوں میں پریشان رہتے ہیں، جاگتے ہیں تو ظاہر ہے، خواب بھی ایسے پریشان دیکھتے ہیں کہ جاگنے کے بعد دیر تک پریشان رہتے ہیں، گو عوارض سے اُس کا اُلٹا بھی ہوتا ہے،

(۱۷۵) — جن بُرے خطرات اور وساوس سے دل منقبض ہو اور پریشان ہو وہ علامت ہے اس بات کی کہ یہ خطرات لائے ہوئے نہیں ہیں، کیونکہ اگر لائے ہوئے ہوتے تو دل خوش ہوتا، اور مزہ لیتا اور اس کو روکتا، اور جب لائے ہوئے نہیں ہیں تو گناہ بھی نہیں ہے، اور جب گناہ نہیں ہے تو ایسے خطرات والے کو پریشان نہ ہونا چاہیے، بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ الحمد للہ دولتِ ایمان مجھ میں ہے، کیونکہ چور وہیں جاتا ہے جہاں دولت ہو،

(۱۷۶) — اللہ تعالیٰ نے اپنا صاحبِ قدرت ہونا اور بندوں کا محتاج ہونا دنیا اور دین کے تمام امور میں کھلم کھلا دکھادیا کہ بندوں کو جو چیز ملتی ہے خدا کے دینے سے ملتی ہے، کیونکہ اگر بندوں کے اختیار میں اموُر

دنیا اور دین کے ہوتے تو دنیا دار اپنی ساری محبوبات و مرغوبات حاصل کر لیتا، کسی چیز کے لئے دل نہ ترستا، حالانکہ دنیا دار کی ہزاروں امیدیں اور آرزوئیں ہیں کہ ہر چند کوشش کرتا ہے اور ذرائع کو بہم پہونچاتا ہے، مگر حاصل نہیں ہوتیں، اور دن رات غم میں گھلتا پگھلتا ہے،

فرحت از من برخ نقاب کشید
دستِ من بر مرادِ دل نہ رسید

دریں دنیا کسے بے غم نباشد
اگر باشد بنی آدم نباشد

غمِ دنیا مخور کہ بے ہودست
ہیچ کس در جہاں نہ باسودست

غمِ دیں خور کہ غم غمِ دین ست
ہمہ غمہا فروتر ازین ست

اور بعضے دیندار بھی بہت سی آرزوئیں رکھتے ہیں جو حاصل نہیں ہوتیں، مثلاً ولایت کا اعلیٰ درجہ یا ذکر و شغل کے ثمرات و آثار دنیویہ اور یہ بھی پریشان رہتا ہے، مگر اس نسخہ مجربہ (حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی جزاہ اللہ خیر الجزاء فی الدنیا والآخرۃ واعلی اللہ مراتبہ فی الدنیا والآخرۃ) سے ناواقف ہونے کی وجہ سے دونوں پریشان ہیں، ورنہ بالکل پریشان

نہ ہوتے، وہ نسخہ یہ ہی کہ جو چیز اختیاری نہ ہو نہ بلاواسطہ نہ
بواسطہ اُس کے پیچھے نہ پڑے، چاہے وہ دنیا کی ہو یا آخرت
کی، اور غیر اختیاریہ کے مطلقاً اور اختیاریہ میں سے غیر ضروریہ
کے پیچھے نہ پڑے، بس اختیاریہ ضروریہ کے پیچھے پڑے، اس
طرح سے کہ اس کے اسباب کو بہم پہونچائے، اگر حاصل ہو جائیں
شکر کرے ورنہ صبر و شکر سے کام لے،

بعد استعمال نسخۂ ہذا انشاء اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں بڑے
آرام سے کٹے گی، راز اس تقریر کا یہ ہے کہ بندہ باوجود
اس کے کہ محتاج ہے مگر پھر بھی تکبر سے باز نہیں آتا کہ غیر اختیاری
پر بھی قدرت چلانا چاہتا ہے، اور عاجزی اور شکستگی نہیں
اختیار کرتا ہے

زخاک آفریدت خداوندِ پاک
پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک

افتادگی بجناک برآورد دانہ را
گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را

(۱۷۷) — نمازی بعد نماز بھی اپنے اقوال و افعالِ عاجزانہ کا جسے
نماز میں کرتا ہے پاس رکھے،

(۱۷۸) — اپنے اقوال و افعال اگر شریعت کے موافق ہیں تو دلی ہو ورنہ
اچھے خواب دیکھنے یا کسی نے اس کے حق میں اچھا خواب

دیکھا تو اس سے ہرگز دلی نہ ہوگا، معیار صلاحیت و ولایت شریعت ہر خواب نہیں ہے، اپنے یا کسی اور کے بُرے ہونے کا دار و مدار خواب پر نہ سمجھیں مثلاً کوئی شخص دیکھا جائے کہ زنا کر رہا ہے تو اس سے اس پر بدگمانی نہ کرنا چاہیے،

(۱۷۹) طہارت ظاہری کا تو نمازی غیر نمازی دونوں خیال کرتے ہیں، اور باطنی کا نہیں، مثلاً ذرا سی غلاظت یا پیشاب کسی کے کپڑے یا بدن میں لگا دیا جائے تو وہ گوارا نہ کرے گا فوراً کپڑا اتار دے گا حالانکہ اگر ذرا لگی رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے، شریعت نے اتنی وسعت دیدی ہے، اور اگر نجاست تکبّر کی منوں دل میں لگ جائے تو کسی کو ذرا اُلجھن بھی نہیں ہوتی، حالانکہ نجاست تکبّر کی اللہ تعالیٰ کو رائی کے دانہ کے برابر بھی پسند نہیں، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کی برابر تکبّر ہوگا، وہ جنت میں نہ جائے گا، اللہ تعالیٰ سمجھ دیں اور نجاست ظاہری اور باطنی سے پاکی کا اہتمام نصیب فرمائیں،

(۱۸۰) حُبِّ دنیا کُل گناہ کی جڑ ہے، مگر اُس سے لوگ اجتناب و پرہیز نہیں کرتے، دنیا دار تو دنیا کے طالب ہی ہیں ان کا کیا کہنا، بعضے دیندار بھی دنیا کے طالب ہیں، مثلاً ذاکرین و شاغلین ثمرات دنیوی کے طالب ہیں، الّا ماشاءاللہ، بعض عابدین میں طلب دنیا خفی طور سے ہوتی ہے، وہ یہ کہ زبان سے

نہیں کہتے ہیں، مگر دل اسی ادھیڑ بُن میں لگا رہتا ہے، مثلاً بیوی نہیں ہے تو ہر وقت بیوی کی فکر ہے، دوسرے دنیا داروں پر تو لاحول پڑھتے ہیں اور اپنی خبر نہیں، کہ میں تو اس سے بھی بدتر ہوں کیونکہ اس سے لوگ دھوکا نہ کھائیں گے اور تم سے دھوکا ہوگا، کیونکہ تمھیں لوگ دیندار سمجھتے ہیں اور دیندار سمجھ کر آئیں گے، اور حاصل ہوگی انھیں دنیا، کیونکہ تمھارے رگ و ریشہ میں دنیا بھری ہوئی ہے جو تمھارے پاس ہے وہی پائیں گے،

حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جس کی طرف زیادہ رغبت دنیا داروں کو ہو تو سمجھو کہ وہ پیر بھی خود دنیا دار ہے، اگر ایسے لوگوں سے کہا جائے کہ اس قدر فکر بیوی وغیرہ کی بھی تو دنیا طلبی ہے، تو کہتے ہیں کہ میں تو سنت کے خیال سے طالب ہوں، مگر انصاف سے غور کریں تو دنیا کا عیش مقصود ہے، کیونکہ طالب سنت میں اتنی تشویش نہیں ہوتی، بلکہ دنیا کے خیال سے بھی تشویش نہ ہونی چاہیے، کیونکہ جو چیز اختیار میں نہ ہو اس پر پریشان نہ ہونا چاہیے، قرینِ مصلحت سمجھکر رہنا چاہیے،

دو چیزیں ہیں دنیا و آخرت، اس میں غور کرنا چاہیے، کہ قابلِ محبت اور دل لگانے کے کون ہے، اور یہ سمجھنا موقوف ہے دونوں کے نفع اور ضرر کے سمجھنے پر، یعنی یہ سمجھ لے کہ کس کا

نفع کیسا ہے اور کس کا ضرر کیسا ہے، تو پہلے دونوں کے نفع کا موازنہ کر لیا جائے پھر مضرت کا۔

مضرت دنیا	نفع دنیا
فانی غیر خالص	فانی اور قلیل اور کلفت اور رنج ملا ہوا،
مضرت آخرت	نفع آخرت
باقی اور خالص	باقی اور کثیر اور خالص،

اب ہر عاقل یہ کہے گا کہ نفعِ آخرت قابلِ تحصیل اور مضرتِ آخرۃ قابلِ اجتناب ہے، اور دنیا کا نفع اور مضرت قابلِ عدم توجہی کے ہے، اس لئے اللہ والوں نے بوجہ بڑے سمجھدار ہونے کے دنیا کو چھوڑا، اور آخرت کو اختیار کیا، چنانچہ ان کے قصوں اور حکایتوں سے اور ان کے اقوال سے ظاہر ہے حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

ترکِ دنیا کو کرے ہے یار جو
دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
حبِّ دنیا راسُ کلِّ خطیئۃ
ترکِ دنیا راس کلِّ طاعۃ

پہلے تو تحصیل میں اسکی تو یار ؛ کھینچے محنت اور ذلت بیشمار

بعد کو تو چھوڑ کر پھر راہ لے
حسرت وافسوس کو ہمراہ لے

زہر دارد در درون دنیا چوں مار
گرچہ دارد از بروں نقش ونگار

زہر ایں مارِ منقش قاتل است
می گریزد زہرِ آں کو عاقل است

حضرت حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

شنیدی کہ دریں بزم دمے خوش بنشست
کہ نہ در آخرِ صحبت بہ ندامت برخاست

اذا ادبرت کانت علی المرء حسرۃ
وان اقبلت کانت کثیراً ھمومھا

ومن یحمد الدنیا لعیش یسرہٗ
فسوف لعمری عن قلیل یلومھا

ہر شخص کو اشعار مندرجہ بالا میں غور کرنا چاہیئے، اور اشعار ذیل کو بطور مناجات اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں عرض کرنا چاہیئے،

اشعار منقول از "مناجات مقبول" منزل اتوار ۵۲

طالبِ دنیا نہ اتنا کر ہمیں
کہ بھی غم ہے جب بڑھ کر ہو ہمیں

ہو نہ دنیا کی ہمیں اتنی طلب
کہ اسی کی دُھن ہیں ہو روز و شب
ایسی دنیا سے ہمیں یا رب بچا
کہ نہ جانیں کچھ بھی ہم اس کے سوا
حُبِّ دنیا کا نہ ہو ایسا مرض
کہ نہ رکھیں کچھ سوا اس کے غرض
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

(۱۸۱) — اگر مسجد وغیرہ کے کسی برتن کو کتا وغیرہ چھو دے، یعنی مُنہ سے چاٹ لے، اور کوئی دیکھ لے تو اُسے چاہئے کہ اس برتن کو ہٹا دے، تا کہ کسی کو دھوکا نہ ہو، اور یہ نہ خیال کرے کہ میں پھر ہٹا دوں گا، کیونکہ احتمال ہے کہ وہ بھول جائے، اور کہیں چلا جائے تو پھر تمام مسجد و فرشِ مسجد گندہ ہو جائے،

(۱۸۲) — روزانہ یہ سوچا کرے کہ میں نے دین میں کیا ترقی کی، اگر کچھ ہوئی ہو شکر کرنا چاہئے، اگر نہیں تو شکر پر کوشش کرنا چاہئے اور اصلاح حاصل شدہ کی بہت کوشش کرنا چاہئے، دنیا والے ترقی کی بھی فکر کرتے ہیں، اور حاصل شدہ کی بھی حفاظت کرتے ہیں ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش
تا دمِ آخر دمے فارغ مباش

تادمِ آخر دمے آخر بود
کہ عنایت با تو صاحب سِر بود
اے برادر بے نہایت درگہیست
ہرچہ بروے می رسی برو مایست
اگرچہ دیدہ گلزار روئے او مشوق قانع
کہ روئے او جزیں گلزار گلزارِ دگر دارد

۱۸۱ — گناہ کرنے کے خیال کے وقت یہ سوچ لے کہ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم روؤ گے چلاؤ گے، متردد رہو گے، مغموم رہو گے، پریشان رہو گے، اللہ تعالیٰ ناخوش ہوں گے، جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قلق ہوگا، جب تمھارا نامۂ اعمال پیش ہوگا، اور تمھارے مردہ اقربا غمگین ہوں گے، جب انھیں تمھارے اعمال کی اطلاع دی جائے گی، اور زندہ اقربا کو اگر اطلاع ہوگئی وہ بھی شرمندہ ہوں گے، اور رنجیدہ ہوں گے، پیر اور استاد کو اطلاع ہوگی تو وہ بھی منقبض ہوں گے، اللہ تعالیٰ قلب سے نکل جائیں گے، بجائے ذکر و خشیت کے گندے وساوس قلب کو گندہ کریں گے، اپنی پریشانی کی وجہ سے نہ دنیا کا کوئی کام بنے گا نہ دین کا، اور عذابِ قبر و آخرت کا مستحق ہونا پڑے گا، سو چند منٹ لذت فانیہ اٹھا کر اتنی پریشانی اپنے اوپر کیوں لو اور کیوں اپنے بزرگوں اور زندہ اور مردہ محبوبوں کو رنج دو اور

اللہ میاں کو دل سے نکالو! ؎

کعبے سے بُت نکال دیے تھے رسولؐ نے
اللہ کو نکال رہے ہیں دلوں سے آپ

؎ اے کہ صبرت نیست از دنیائے دون
صبر چوں داری ز نعم الماھدون
اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز ربِ ذُو المنن

سب کو چھوڑو اللہ میاں کو پکڑ و، کیونکہ ایمان والوں کی شان ہے
اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ، یعنی سب سے زیادہ محبت اللہ کی کرتے ہیں،
اور بغیر اللہ کے چین نہیں ہوتا ؎

بے روئے دل آرائی اے شمع دل افروز
دل رقص کناں بر سرِ آتش چو کباب ست

(۱۸۶۲)- حکیم باطنی پر کبھی نفس و شیطان کو غالب کر دیتے ہیں، اور
آپ ذرا ہٹ جاتے ہیں، کہ ذرا فرق کا بھی مزہ چکھ لیں،
تاکہ وصال کا شکریہ ادا کریں ع

گر نیست غیبتی ندہد لذتِ حضور

حکیم ہونے پر ناز نہ کریں، نعمتِ فراغت کی قدر کریں، نفس پر
اطمینان نہ کریں، اس کی نگرانی کریں، اللہ تعالیٰ کی طرف
ہمیشہ رجوع کرتے رہیں، اپنے کو محتاج الی اللہ جانیں،

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ، کو دل سے پڑھیں، اور اس کی حقیقت کو دل سے سمجھ جائیں، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ،

(۱۸۵) — طمع دنیا میں دو چار آنے پیسے کے لئے جان کو خطرات میں ڈالدیتے ہیں، جیسے مزدور کنواں کھودتے ہیں، کتنے اسی میں دب کر رہجاتے ہیں، اور راج مستری اور قلی چار منزلہ مکان پر کام کرتے ہیں، کتنے گر جاتے ہیں، اور مر جاتے ہیں اور آخرت کا کام راحت اور اطمینان کا کبھی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سمجھ عنایت فرمائیں،

(۱۸۶) — دنیا کے جرم سے بری ہونے کے لئے جان توڑ کوشش کرتے اور کس کس کے غلام نہیں بنتے، اور کہاں کہاں اپنے کو نہیں مٹاتے، اور کس کس کی خوشامد نہیں کرتے، اور دینی جرم میں اللہ میاں سے سیدھے منہ سے اتنا بھی نہیں کہتے کہ یا اللہ اس مجرم کے جرم کو معاف فرمادے،

(۱۸۷) — معمول ادا کرتے وقت اگر کوئی بات یاد آجائے تو اُسے نوٹ کرے، تاکہ بعد فراغ انجام کرے، اگر کوئی کام پیش آجائے

اور ہو ہلکا سا تو اسے کر ڈالے تاکہ قلب میں یکسوئی ہو جائے،

۱۸۸ — اگر کسی سے اپنا مطلب ہو تو خود اس کے پاس جائے اس کو اپنے
پاس نہ بلائے

۱۸۹ — معمول کے خلاف نہ کرے، ہر کام میں اس کا خیال رکھے، چھوٹا
ہو یا بڑا، مثلاً معمول ہے پائجامہ پاک رکھنے کا، اور کبھی پیشاب
کیا اور استنجاء وغیرہ کاہلی سے نہ کیا، اور یہ خیال کیا کہ اگر پائجامہ
میں لگ جائے گا دھو لوں گا، تو نماز کے موقع پر بھول جائیگا
اور سب نمازیں چوپٹ ہو جائیں گی،

۱۹۰ — کپڑا بدن سے اتارے تو سیدھا کر کے رکھے، اُلٹا نہ رکھے، نہیں
تو پہننے کے وقت بھول جائے گا، اور اُلٹا ہی پہن لے گا،

۱۹۱ — مسجد میں یا معمولات ادا کرتے وقت کسی طرف نہ دیکھے، تاکہ
یکسوئی میں خلل نہ آئے، اور آنے والے کی تعظیم نہ کرنا پڑے
یا ترکِ تعظیم سے دل میں خلجان نہ ہو،

۱۹۲ — ہر شخص دعاء اسی چیز کی مانگتا ہے جو محبوب اور مرغوب
اور مطلوب اور ضروری ہو،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبات و مرغوبات کا پتہ
آپ کی دعاؤں سے چلتا ہے، آپؐ کی دعاؤں کے مضامین
یہ ہیں:-

حدیث :- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ شَكُوْرًا وَّ

اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْراً وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً،

حدیث:۔ اَللّٰھُمَّ اعنا عَلیٰ ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ

حدیث:۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا نُعَظِّمُ شُکْرَکَ وَ نُکْثِرُ ذِکْرَکَ وَ نَتَّبِعُ نُصْحَکَ وَ نَحْفِظُ وَصِیَّتَکَ،

حدیث:۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَکَ وَ ذِکْرَکَ وَاجْعَلْ ھِمَّتِیْ وَ ھَوَایَ فِیْمَا تُحِبُّ وَ تَرْضیٰ،

حدیث رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ ذَکَّاراً لَّکَ شَکَّاراً لَّکَ رھاباً لَّکَ مطواعاً لکَ مُطِیْعاً اِلَیْکَ مُخْبِتاً اِلَیْکَ اواھاً مُّنِیْباً،

مسلمانوں کو مرغوبات اور محبوبات یہی چیزیں ہونی چاہیے انہی کی درخواست ناک زگڑ کر پیشانی گھسکر کرنی چاہیے، اگر مل جائیں تو غنیمت جانئے، ع

متاعِ جانِ جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

(۱۹۳)—لوگ، حسد، بغض، تکبر وغیرہ کی آفتوں میں مبتلا ہوتے ہیں، اور شکایت کرتے ہیں کہ کیا کہوں، سخت پریشانی میں مبتلا ہوں، مگر یہ نہیں کرتے کہ اُسے چھوڑ دیں، یہ تو ایسا ہوا کہ بچھو کو ہاتھ میں لے کر روئے کہ ہائے مجھے ڈنک مارتا ہی، شکایت سے ڈنک مارنا تھوڑا ہی بند ہوگا، بند ہوگا پھینک دینے سے، اسی طرح آفت سے رہائی جب ہوگی جب تکبر وغیرہ چھوڑ دیں

(۱۹۴)—امراض ظاہری سے زیادہ فکر مرض باطنی سے اچھے ہونے کی

کرنی چاہیے، کیونکہ مرض باطنی کی کلفت دونوں جہان میں ہوتی ہی، اور بہت ہوتی ہے، اور سخت ہوتی ہے، مرض ظاہری کی کلفت دنیاہی میں ہوتی ہے، اور ہلکی ہوتی ہے اور جلدی جاتی ہے،

(۱۹۵) وعظ بغرض اپنی اصلاح کے سننا چاہیے، نکتہ چینی یا خوش بیانی سننے کی غرض سے نہ سننا چاہیے، پہلی غرض میں فائدہ ہوگا اور اخیرین میں گناہ ہوگا اور بے فائدہ ہوگا،

(۱۹۶) محبانِ مجازی اگر ایک پُرزہ محبوب کا پا جائیں تو عمر بھر اس کی زیارت کریں، اور پڑھیں، اور جی خوش کریں، اور ایمان والے محبوب حقیقی کے تیس پارے پاکر خوش نہیں ہوتے اور نہ زیارت کرتے اور نہ پڑھتے، اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ حالانکہ قرآن مجید میں علاوہ محبوب کے کلام ہونے کے اور بہت سی خوبیاں ہیں جو محبوبانِ مجازی کے کلام میں ہو نہیں سکتی،

شعر

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگِ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

ع

بہارِ عالم حُسنش دل وجاں تازہ میدارد
برنگ اصحابِ صورت را بہ بُو اربابِ معنیٰ را

(۱۹۷) اگر کسی کو اپنی حالت پر ناز ہو تو یہ آیت لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ پڑھکر غور کرلے اور اپنے ناز کا علاج کرے،

(۱۹۸) — جو دنیا میں خائف رہے گا وہ قیامت میں یَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمْ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ، کا مژدہ سُنے گا، اور اس وقت ایسی خوشی ہو گی کہ اگر موت ہوتی تو مر جاتا، اس مژدہ میں دو جز ہیں، ایک یا عباد، یعنی اللہ تعالیٰ اپنا بندہ کہہ کر پکاریں گے، اس کے بعد پھر کچھ نہ کہتے تو عاشقوں کے لئے یہی بس تھا، ؎

اگر بندۂ خویش خوانی مُرا

بہ از شاہیِ جاودانی مُرا

مگر بعد کو عدمِ خوف کی بشارت ہی، رَبِّ اَدْخِلْنَا بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ط

(۱۹۹) — دنیا میں اپنے سے نیچے والوں پر غور کیا کرے، اور دین میں اپنے سے اونچے والوں پر، ایک روٹی اگر میسر ہے تو آدھی والوں کو سوچے، اگر ایک جوڑا کپڑا ہے تو ان دیکھے جن کے پاس ایک جوڑا بھی نہیں، اور دین میں اگر پانچ وقت کی نمازیں پڑھتا ہے تو دس والوں کو سوچے، تاکہ کفران سے نجات ہو، اور شکر کی توفیق ہو،

(۳۰۰) — جب کوئی عبادت کرنا چاہے تو جیسی عبادت منجانب اللہ مطلوب ہی، اور جو فوائد ہیں تو پہلے اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں عرض کرے کہ یا اللہ اپنی مرضی کے موافق یہ عبادت کرائیو، اور اس کی خیر و برکت نصیب کیجیو، اور مجھ سے ایسی

غلامی کرائیو جیسی تجھے پسند ہی، ؎

اور رکھ اپنی غلامی میں مجھے ؎ وہ غلامی جو پسند آوے تجھے

؎ دلم را محو یادِ خویش گرداں

مرا حسبِ مرادِ خویش گرداں

تمت رسالہ "رحمۃ المتعلمین"

بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ وَعَوْنِہٖ وَفَضْلِہٖ وَکَرَمِہٖ

یا اللہ جیسے تو نے اپنے فضل وکرم سے اتمام کو پہونچایا اور ختم کرایا، اسی فضل وکرم کے صدقہ سے اسے قبول فرما، اور میرے لئے نجات اور اپنی خوشنودی کا باعث بنا، اور مجھے اور ناظرین اور غائبین کو اس کا عامل بنا، بِرَحْمَتِكَ وَكَرَمِكَ وَمَنِّكَ وَفَضْلِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، اٰمِيْن، اٰمِيْن، اٰمِيْن،

ناظرین سے بھی دعاء بالا کے لئے درخواست دعاء ہی،

خلاصہ و خاتمہ

رسالہ رحمۃ المتعلمین

(۱) فراغتِ قلب کا بہت رکھنا،

(۲) آزاد رہنا، آزاد رکھنا،

(۳) راحت رسانی جان و مال سے،

(۴) ہر ایذاء اور ہر طرح کی ضرر رسانی سے سخت پرہیز کرنا،

(۵) دنیا پر دین کو مقدم رکھنا،

(۶) خدا کی خوشی اور ناخوشی کی پروا کرنا،

(۷) دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کرے، اور جو اپنے لئے ناپسند ہو وہ دوسروں کے لئے بھی ناپسند کرنا،

(۸) بڑوں کی اطاعت و خدمت، چھوٹوں پر شفقت کرنا،

(۹) معیار ولایت اتباعِ شریعت کو سمجھنا، نہ خواب نہ کشف نہ کرامات کو،

(۱۰) غیر اختیاری چیز مطلقاً چھوڑ دینا خواہ مرغوب و محبوب ہو، یا ناپسند ہو، اور اختیاری فضول کا چھوڑ دینا، بس اختیاری ضروری کے پیچھے اس طرح پڑنا کہ اسباب کو اختیار کرنا اگر حاصل ہو جائے شکر کرنا، نہیں تو صبر و تحمل سے کام لینا،

(۱۱) جس سے نفع حاصل کرنا ہو اس کے سامنے مٹ جانا،

(۱۲) اوقات شب و روز کے ضروری کاموں میں خرچ کرنا،

(۱۳) ہر کام کے لئے وقت مقرر رکھنا،

(۱۴) کسی کے کام میں دخل نہ دینا،

(۱۵) خود متبع شریعت ہو جانا، اور دوسروں کی پروا نہ کرنا کہ میرے متبع یا متبع شریعت کیوں نہیں ہوتے،

(۱۶) جس کو سمجھے یہ میری نصیحت قبول نہ کرے گا یا جھگڑے گا، اسے بالکل نصیحت نہ کرنا،

(۱۷) اپنے اعضاء کا ہر وقت نگراں رہنا کہ ان سے گناہ نہ ہو جائے اگر گناہ ہو جائے جلد سے جلد نماز توبہ پڑھ کر توبہ کر کے معافی مانگ کر کے دل کو فارغ کر دینا اور بے فکر ہو جانا اور اس کی اُدھیڑ بُن میں نہ پڑنا،

(۱۸) خطرات گناہ کے نہ لانا، اور آتے ہوئے کو اس طرح نہ روکنا کہ دفع میں تن دہی کرنی پڑے، ہاں اس کے مقتضیٰ پر ہرگز ہرگز عمل نہ کرنا،

(۱۹) اپنے ہر افعال میں یہ سوچ لینا کہ کسی کو تکلیف یا تنگی یا ندامت یا پشیمانی تو نہ ہو گی،

(۲۰) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو روزانہ سوچنا،

(۲۱) کچھ دیر خلوت میں رہنا اور نفس سے محاسبہ کرنا کہ کیا کیا حکمِ خداوندی پورا کیا، اور کیا نہیں کیا، جو کیا ہو اس پر شکر اور جو نہ کیا ہو اس پر تنبیہ،

(۲۲) غفلت اور معصیت سے پرہیز، اور ذکر و طاعت کی فکر اور اس کے حصول پر شکر، اور عدم پر کوشش اور ذکر و طاعت کی قبولیت اور حصولِ برکت کی دعاء،

(۲۳) اپنے حکیم ہونے، یا نسخوں اور تدبیروں کے جاننے پر ناز نہ کرنا، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی جناب میں ناک رگڑتے رہنا اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، پڑھتے رہنا،

(۲۴) نماز میں جو افعال کرتا ہے اسے بعد نماز بھی دھیان میں رکھنا، مثلاً عاجزی، پستی و نیستی کا خیال رکھنا،

(۲۵) کسی شیخ سے ضرور تعلق پیدا کرنا، پہلے معتقد اور معتمد ہو کر ہاتھ پکڑنا، اور بعد کو اطلاع و اتباع کا پابند ہونا شیخ کا ممنون رہنا اور اُن سے محبت رکھنا، اور انھیں دل و جان سے شب و روز عمر بھر مرتے دم تک دعائیں دینا

بزرگوں کی صحبت میں رہنا، اور ان کی کتابیں دیکھنا،

(۲۶) اللہ تعالیٰ کے سامنے بالکل مٹ جانا،

(۲۷) نفس وشیطان سے ہر وقت ہر آن ہر لحظہ ہشیار رہنا اور ان کے مقابلہ میں سستی نہ کرنا، اور ان کے تقاضہ پر عمل نہ کرنا، اور ان سے اللہ تعالیٰ سے ہر نماز کے بعد پناہ مانگنا، اور دنیا اور اہلِ دنیا کو بے وفا اور ناپائدار سمجھنا،

(۲۸) دل میں اخلاقِ حمیدہ پیدا کرنا اور اخلاق رذیلہ کو نکالنا، اور ان کے حصولِ اخراج کی ناک رگڑ کر دعا کرنا،

(۲۹) اللہ اور رسولؐ کی محبت سب سے زیادہ کرنا، دنیا کی محبت دل سے نکالنا، اللہ تعالیٰ کو ہر وقت حاضر وناظر سمجھنا، اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرے اس کو پورا کرنا اور یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کو دل کا حال معلوم ہے، ان کے یہاں مکاری نہیں چلتی،

(۳۰) ہر کام میں اخلاص پیش نظر رکھنا، اور اُسے مغز عبادت جاننا،

(۳۱) تعلق حرام بالکل چھوڑ دینا، اور مباح میں انہماک چھوڑ دینا،

(۳۲) خطراتِ نفسانی وشیطانی کے وقت ذکر اللہ خصوصاً دعاء اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَکَ وَذِکْرَکَ پڑھنا شروع کر دینا،

۳۳ — اللہ تعالیٰ کا غلام بن کر رہنا، اور اسی کو محبوب و مرغوب خداوندی سمجھنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریف کے مقام میں اپنے بندوں کو بندہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا، چنانچہ نعم العبد واسری بعبدہ اور یاعباد لاخوف علیکم سے ظاہر ہے، رَبِّ اَدْخِلْنَا بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الْمُنْكُوْدِیْنَ،

۳۴ — ظاہری اعضاء سے جب عبادت کرے تو دل کو بھی حاضر اور ویسا ہی بنا لینا چاہیے،

۳۵ — اپنے ماتحتوں کی اصلاح کرنا اور فکر رکھنا،

۳۶ — دل اور زبان اور کان اور آنکھ اور شرمگاہ کی بہت سخت حفاظت کرنا اور ان کے کاموں میں نفس اور شیطان کا بالکل دخل نہ ہونے دینا، اگر ہو تو اُن کا حصہ نکال کر کام کرنا،

۳۷ — دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو جگہ نہ دینا نہ کسی سے گہری دوستی کرنا نہ دشمنی کرنا، کیونکہ دونوں صورتوں میں دل پر بُرا اثر پڑتا ہے،

خلاصہ یہ کہ سب لوگوں سے اور سب چیزوں سے بقدر ضرورت تعلق رہے، باقی خوب گہرا تعلق اور تہہ دل سے تعلق اللہ میاں سے ہو، اور جب غیر اللہ کا تعلق چھوٹ جائیگا

اور اللہ تعالیٰ سے گہرا تعلق ہو جائے گا تب چین آخرت کی اور راحتِ دنیا علیٰ وجہ الکمال حاصل ہو جائے گی، اور تمام احکامِ شرعیہ سہولت سے ادا ہوں گے، کوئی کلفت نہ ہوگی، اور جب احکام ادا ہو جائیں گے تو انشاء اللہ رضائے خداوندی حاصل ہو جائے گی، اور یہی ہے مطلوب اور یہی ہے مرغوب، اسی کو کرنا چاہیے، اور اسی کی رغبت کرنی چاہیے،

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْعَامِلِيْنَ وَالْمُتَنَافِسِيْنَ

بِعَظَمَتِكَ وَكِبْرِيَائِكَ وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ وَبِاَوْلِيَائِكَ وَبِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

یہ رسالہ ۳۰ رصفر ۱۳۳۷ھ بعد اذانِ عصر روزِ جمعہ ختم ہوا

درخواستِ دعا در خدمت ناظرینِ رسالہ "رحمۃ المتعلمین"

ناظرین کی خدمت میں بصد آرزو والحاح عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں اس رسالہ کی مقبولیت ونافعیتِ عامہ وتامہ کے لئے اور میری اور اس کے لکھنے والے اور صاف کرنے والے اور سننے والے اور معاونین کی نجات اور حصولِ رضائے خداوندی کے لئے للہ فی اللہ تہ دل سے دعاء فرمائیں،

ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

ے

ہر کہ خواند دعائے طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

مشورۂ معلمین و متعلمین و عامۂ مومنین و کاتبین

ہر صاحب اپنے متعلق جو نصیحتیں ہیں انھیں بکثرت پڑھیں، یہاں تک کہ وہ نصیحتیں ذہن نشین ہو جائیں،

اور

عامۂ مومنین میں تو سب شامل ہیں اس لئے سب صاحبوں کو کُل رسالہ ملاحظہ فرمانا چاہئے، اور کوشش اور تدبیر عمل کی کرنی چاہئے، اور اصل کوشش اور تدبیر عمل یہ یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں ناک رگڑ کر اور پیشانی گھس کر دعاء کرنی چاہئے کہ:۔

یا اللہ تو مجھے اپنے فضل سے عامل بنا دے، اور عمل کو قبول فرمالے،

اور معلمین اور نیز اور صاحبان، مقدمہ میں جو وجہیں جمع کر کے لکھی ہیں انھیں غور کر کے پڑھکر اس کے موافق کاربند ہوں

وَهَا اَنَا اَخْتِمُ الْاٰنَ وَعَلَى اللّٰهِ التُّكْلَانُ فِي اِصْلَاحِ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْدَانِ ط

امدادُ الفتاویٰ مبوّب مکمل

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے فتاویٰ فقہ اسلامی کے ہر باب، ہر کتاب اور ہر نئی پیش آنے والی ضرورت کے متعلق علمی تحقیقات کا ایک بھرپور خزانہ اور تقویٰ و دیانت اور احتیاط کا بیش بہا نمونہ ہیں، یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ کتبِ فتاویٰ میں امدادُ الفتاویٰ اپنی نظیر آپ ہے،

خصوصیات

(۱) اس کی تبویب و ترتیب اور مبہم مسائل کی تشریح خود مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب نے فرمائی ہے، (۲) اہم مسائل کو مستقل جداگانہ عنوانات کے تحت ضبط کیا گیا ہے، (۳) ایک مسئلہ سے متعلق جس قدر فتاویٰ یا تحقیقی مقالے مختلف جلدوں میں تھے سب کو یک جا کر دیا گیا ہے (۴) چار حصوں اور سات تتمات میں پھیلے ہوئے اس ذخیرہ کو کتبِ فقہیہ کے طرز پر مرتب کر کے چھ جلدوں میں مکمل شائع کیا گیا ہے، (۵) ہر جلد کے فتاویٰ پر ترتیبی نمبر اور مسئلہ کا عنوان لکھا گیا ہے،

اہل علم خصوصاً افتاء کی خدمات انجام دینے والے مفتیانِ کرام کے لئے بیحد ضروری اور مفید کتاب ہے،

قیمت مکمل مجلد بہتر روپے -/۷۲

نوٹ :- جلد دوم نایاب تھی، اب شائع ہو گئی ہے، ضرورت مند حضرات اس کو علیحدہ بھی طلب فرما سکتے ہیں،

ملنے کا پتہ :- مکتبۂ دارُالعلوم کراچی نمبر ۱۴

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

فقہی ترتیب والا جدید ایڈیشن

از عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند

و حضرت العلامہ مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند۔

دارالعلوم دیوبند کی خداداد شہرت اور اس کے فتاویٰ پر تمام ممالکِ اسلامیہ، اور مسلمانوں کی پنچائتوں کا اعتماد محتاجِ بیان نہیں، عصرِ حاضر کا یہ فتاویٰ مرکزِ علوم دارالعلوم دیوبند کے منتخب فتاویٰ ہیں جو اکابر علماء کے لکھے اور دیکھے ہوئے ہیں، اور جن کو مسلمانوں کے ہر طبقہ میں مستند و معتبر تسلیم کیا گیا ہے،

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی زیر نگرانی اس پورے فتاویٰ کو فقہی ترتیب کے مطابق مرتب کرادیا ہے، اور موجودہ ضروریاتِ زمانہ کے مطابق بہت سے جدید اضافے فرمائے ہیں، جس کی وجہ سے اس ایڈیشن کی افادیت میں اور اضافہ ہوگیا ہے،

خصوصیات

(۱) اس فتاویٰ کے دونوں سلسلوں یعنی "عزیز الفتاویٰ" اور "امداد المفتین" کی علیحدہ علیحدہ تبویب کی گئی ہے، (۲) موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق بہت سے جدید اضافے کئے گئے ہیں (۳) شروع میں ایک مبسوط مقدمہ کا اضافہ ہے جس میں دارالعلوم دیوبند اور اس کے فتاویٰ کی تاریخ درج ہے، اور مفتی عزیز الرحمن صاحب و مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے سوانح زندگی لکھے گئے ہیں، قیمت ہر دو جلد ۲۶/-

مکتبۂ دارالعلوم کراچی نمبر ۳۹

اسلام کا نظامِ اراضی

از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم

- اس کتاب میں زمینوں کی شرعی اقسام اور ان کے مفصل احکام کی تحقیق، زمین کے متعلق قرآنی آیات کی تفسیر اور عشر و خراج کے تفصیلی احکام مذاہب اربعہ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں،

زمین کی تمام اقسام و احکام کا خلاصہ ایک چارٹ کی

- شکل میں علیحدہ دیا گیا ہے، اور ہند و پاک کی زمینوں کے احکام علیحدہ لکھے گئے ہیں،

مسلمان حاکموں کا غیر مسلموں کے ساتھ بہترین سلوک' تاریخ کی روشنی میں اور ضمناً اکثر ممالکِ اسلامیہ اور خصوصاً ہند و پاک کے تیرہ سو سالہ تاریخ کا نہایت دلچسپ اور فکر انگیز مجموعہ،

قیمت مجلد مع ڈسٹ کور ۵۰/۷

ملنے کا پتہ

مکتبۂ دار العلوم کراچی ۱۴ ۳۹

مذہبی اور علمی جواہر پارے

امداد الفتاویٰ مبوب کامل مجلد مولانا تھانویؒ	۷۲/۰	علم الفقہ کامل، مولانا عبدالشکور لکھنوی	۱۶/۵۰
		المنجد اردو	۳۰/۰
بہشتی زیور عکسی مدلل مکمل " "	۱۶/۰	مومن کے ماہ و سال (ماثبت بالسنۃ)	۸/۲۵
خطبات الاحکام (صحیح ترین نسخہ) مجلد مولانا تھانویؒ	۴/۰	طریقۂ جدیدہ (عربی سکھانیوالی کتاب) ہر دو حصہ	۲/۰
افاضاتِ یومیہ اوّل تا پنجم	۳۰/۰	زاد الطالبین (عربی ادب بعبارتِ حدیث)	۱/۵۰
فتاویٰ دارالعلوم کامل مفتی محمد شفیع صاحب	۲۷/۰	رحمۃ المتعلمین	۴/۵۰
اسلام کا نظام آراضی "	۷/۵۰	اعلاء السنن، حنفیہ کے مستدلاتِ	
کشکول "	۷/۵۰	حدیثیہ کا بے نظیر مجموعہ، (۱ تا ۴)	۶/۵۰
جہاد (فضائل، فوائد اور مسائل پر مشتمل رسالہ) مفتی محمد شفیع	۱/۲۵	اس کے جملہ حصص پنجم و ششم و نہم کے علاوہ علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتے ہیں	
اشاعتِ اسلام، مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندی	۶/۵۰	اور ۵ تا ۸ زیر طبع ہیں،	

حضرات علماء دیوبند کی تصانیف نیز ہر قسم کی مذہبی، دینی، علمی، درسی و غیر درسی کتابیں پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴